مجمع البحرین

(فارسی و اردو)

از

مولانا پائندہ محمد علیہ الرحمہ

(خلیفہ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ)

مترجم

پروفیسر احمد سعید انصاری

مرتب

ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں

www.mujaddidway.com

مجمع البحرین

(فارسی واردو)

از

مولانا پاینده محمد علیہ الرحمہ

(خلیفہ حضرت قیومِ ثانی خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ)

مترجم

پروفیسر احمد سعید انصاری

مرتب

ڈاکٹر حافظ مُنیر احمد خاں

www.mujaddidway.com

جملہ حقوق بہ حق مترجم و مرتب محفوظ

کتاب : مجمع البحرین (فارسی مع اردو ترجمہ)
مصنف : مولانا پایندہ محمد علیہ الرحمہ۔
مترجم : پروفیسر احمد سعید انصاری۔
مرتب : ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں۔
طبع اول : ۱۹۶۵ء
طبع ثانی : مع اردو ترجمہ ۲۰۰۳ء
ناشر : پیراماؤنٹ پرنٹنگ پریس۔
رابطہ : المصطفےٰ پبلی کیشنز، ۲/۸، اولڈ یونی ورسٹی، حیدرآباد۔

باسمہٖ حامداً و مصلیاً

مقدمہ

میرے دادا حضرت ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب مدظلہ نے حضرت حشمت علی خاں صاحب کے حسن توسط سے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی کے خلیفہ مولانا پایندہ محمد علیہ الرحمہ کے ایک مختصر رسالے "مجمع البحرین" کی نقل رام پور کے کتب خانے سے حاصل کی تھی اور حیدرآباد (سندھ) سے ۱۹۶۵ء میں یہ رسالہ شائع فرمایا تھا۔

مجمع البحرین کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں صاحب مجاز تھے اس لیے اس رسالے کی اہمیت یہ ہے کہ یہ صنعت توشیح میں ان دونوں سلسلوں کا شجرہ ہے۔ اس طرح کہ ہر سطر کے پہلے پہلے حروف کو جوڑا جائے تو سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کے اسمائے گرامی بن جائیں گے اور ان سطور کے آخری حروف جمع کو کیا جائے تو سلسلۂ قادریہ کے بزرگوں کے اسما ظاہر ہوں گے۔ نیز اس بات کا بھی التزام ہے کہ مذکورہ سلسلوں کی اصطلاحات و نظریات کا بیان بھی عالمانہ و فاضلانہ ہے۔

"مجمع البحرین" کا مطلب بھی یہی لیا جاتا ہے کہ دو سمندروں کا ملاپ مگر اس طرح کہ ان کے ذائقے الگ الگ رہیں۔ یہ بات قرآن پاک میں بھی بیان کی گئی ہے۔ "مرج البحرین یلتقیٰن" ان نزاکتوں کو واضح کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم حضرت مولانا پایندہ محمد علیہ الرحمہ کی علمی فضیلت کو اس رسالے میں بخوبی دیکھ سکیں۔ مصنف نے رسالے کے آخر میں ایک مثنوی قلم بند فرما کر شعبۂ نظم میں بھی اپنی فضیلت برقرار رکھی ہے۔ یہ مثنوی بھی صنعت توشیح میں ہے جس کے ہر پہلے اور دوسرے مصرع کے پہلے اور آخری حروف کے جمع کرنے سے یہ مصرع برآمد ہوتا ہے۔

"شاہ و شاہان محمد عربی ست"

یہ مکمل رسالہ (نظم و نثر) فارسی میں ہے اور اب تک ترجمے کا متقاضی تھا۔ راقم الحروف نے سندھ یونی ورسٹی کے ریٹائرڈ پروفیسر ڈاکٹر رئیس احمد صاحب ایم ایس سی، پی ایچ ڈی (لندن) جو اس عاجز کی خصوصی شفقت فرماتے ہیں ان کے صاحبزادے سے سعید احمد انصاری صاحب کا نام نامی پہلی بار سنا اور اس تخصص کے ساتھ کہ آپ ماہر فارسی ہیں۔ حسن احمد صاحب کے حسن توسط سے آپ سے مراسم ہوئے اور اس رسالے کے ترجمہ کرنے کی درخواست کی گئی جو آپ نے قبول فرمائی اور قبلہ پروفیسر احمد سعید انصاری صاحب نے اس کا اردو ترجمہ نہایت سلیس انداز میں فرمادیا۔ آپ نے ترجمے میں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ جہاں اصل سے ترجمہ کرتے ہوئے تفہیم و ابلاغ کے حتی الاوقات کی ضرورت محسوس ہوئی یا عبارت میں اقتضائے ترجمہ کے تحت اضافے کو ناگزیر محسوس کیا گیا۔ آپ نے اُن جملوں یا الفاظ کو بریکٹ میں رکھا ہے۔ ترجمہ بہت سادہ زبان اور عام فہم ہے۔ اس عظیم کام پر سعید صاحب کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے۔

دو باتوں کے پیش نظر اس رسالے کا فارسی نسخہ بھی شامل کیا جارہا ہے۔ ایک تو اس لیے کہ یہ رسالہ اپنی اصل صورت میں ایک مرتبہ اور محفوظ ہوسکے دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل علم و نظر دیکھ سکیں کہ ترجمہ اصل سے کس قدر قریب ہے اور مکمل مفہوم لیے ہوئے ہے۔ اس کے لیے میں ایک مرتبہ پھر قبلہ پروفیسر احمد سعید انصاری صاحب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس نیک کام میں قلمی معاونت فرمائی۔ مرزا افتخار احمد صاحب، اور جناب سرور احمد زئی کا بھی شکریہ لازم ہے۔ جنھوں نے کتابت خوانی، مفید مشوروں اور حسن طباعت میں معاونت فرمائی۔ اللہ پاک ان صاحبان کے درجات بلند فرمائے اور ہماری سعی قبول فرمائے۔ (آمین)

احقر
ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں

۹ اپریل ۲۰۰۳ء

www.mujaddidway.com

جملہ حقوق بحق مترجم و مرتب محفوظ

کتاب	:	مجمع البحرین (فارسی مع اردو ترجمہ)
مصنف	:	مولانا پایندہ محمد علیہ الرحمہ۔
مترجم	:	پروفیسر احمد سعید انصاری۔
مرتب	:	ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں۔
طبع اول	:	۱۹۶۵ء
طبع ثانی	:	مع اردو ترجمہ ۲۰۰۳ء
ناشر	:	پیرامائونٹ پرنٹنگ پریس۔
رابطہ	:	المصطفےٰ پبلی کیشنز، ۲۔ اولڈ یونی ورسٹی، حیدرآباد۔

www.mujaddidway.com

باسمہٖ حامداً و مصلیاً

مقدمہ

میرے دادا حضرت ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب مدظلہ نے حضرت حشمت علی خاں صاحب کے حسن توسط سے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی کے خلیفہ مولانا پایندہ محمد علیہ الرحمہ کے ایک مختصر رسالے "مجمع البحرین" کی نقل رام پور کے کتب خانے سے حاصل کی تھی اور حیدرآباد (سندھ) سے ۱۹۶۵ء میں یہ رسالہ شائع فرمایا تھا۔

مجمع البحرین کے مطالعے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مصنف سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں صاحب مجاز تھے، اس لیے اس رسالے کی اہمیت یہ ہے کہ یہ صنعت توشیح میں ان دونوں سلسلوں کا شجرہ ہے، اس طرح کہ ہر سطر کے پہلے پہلے حروف کو جوڑا جائے تو سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کے اسمائے گرامی بن جائیں گے اور ان سطور کے آخری حروف جمع کو کیا جائے تو سلسلۂ قادریہ کے بزرگوں کے اسما ظاہر ہوں گے۔ نیز اس بات کا بھی التزام ہے کہ مذکورہ سلسلوں کی اصطلاحات و نظریات کا بیان بھی عالمانہ و فاضلانہ ہے۔

"مجمع البحرین" کا مطلب بھی یہی لیا جاتا ہے کہ دو سمندروں کا ملاپ، مگر اس طرح کہ ان کے ذائقے الگ الگ رہیں۔ یہ بات قرآن پاک میں بھی بیان کی گئی ہے۔ "مرج البحرین یلتقیٰن" ان نزاکتوں کو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم حضرت مولانا پایندہ محمد علیہ الرحمہ کی علمی فضیلت کو اس رسالے میں بخوبی دیکھیں۔ مصنف نے رسالے کے آخر میں ایک مثنوی قلم بند فرما کر شعبۂ نظم میں بھی اپنی فضیلت برقرار رکھی ہے۔ یہ مثنوی بھی صنعتِ توشیح میں ہے جس کے ہر پہلے اور دوسرے مصرع کے پہلے اور آخری حروف کے جمع کرنے سے یہ مصرع برآمد ہوتا ہے۔

"شاہِ شاہان محمدؐ عربی ست"

یہ مکمل رسالہ (نظم و نثر) فارسی میں ہے اور اب تک ترجمے کا متقاضی تھا۔ راقم الحروف نے سندھ یونی ورسٹی کے ریٹائرڈ پروفیسر ڈاکٹر رئیس احمد صاحب ایم ایس سی، پی ایچ ڈی (لندن) جو اس عاجز کی خصوصی شفقت فرماتے ہیں ان کے صاحبزادے سے سعید احمد انصاری صاحب کا نام نامی پہلی بار سنا اور اس تخصص کے ساتھ کہ آپ ماہر فارسی ہیں۔ حسن احمد صاحب کے حسن توسط سے آپ سے مراسم ہوئے اور اس رسالے کے ترجمہ کرنے کی درخواست کی گئی جو آپ نے قبول فرمائی اور قبلہ پروفیسر احمد سعید انصاری صاحب نے اس کا اردو ترجمہ نہایت سلیس انداز میں فرما دیا۔ آپ نے ترجمے میں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ جہاں اصل سے ترجمہ کرتے ہوئے تفہیم و ابلاغ کے مترادفات کی ضرورت محسوس ہوئی یا عبارت میں اقتضائے ترجمہ کے تحت اضافے کو ناگزیر محسوس کیا گیا۔ آپ نے اُن جملوں یا الفاظ کو بریکٹ میں رکھا ہے۔ ترجمہ بہت سادہ زبان اور عام فہم ہے۔ اس عظیم کام پر سعید صاحب کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے۔

دو باتوں کے پیش نظر اس رسالے کا فارسی نسخہ بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ ایک تو اس لیے کہ یہ رسالہ اپنی اصل صورت میں ایک مرتبہ اور محفوظ ہو سکے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل علم و نظر دیکھ سکیں کہ ترجمہ اصل سے کس قدر قریب ہے اور مکمل مفہوم لیے ہوئے ہے۔ اس کے لیے میں ایک مرتبہ پھر قبلہ پروفیسر احمد سعید انصاری صاحب کا شکر گزار ہوں، جنھوں نے اس نیک کام میں قلمی معاونت فرمائی۔ مرزا افتخار احمد صاحب، اور جناب سرور احمد زئی کا بھی شکریہ لازم ہے، جنھوں نے کتابت خوانی، مفید مشوروں اور حُسن طباعت میں معاونت فرمائی۔ اللہ پاک ان صاحبان کے درجات بلند فرمائے اور ہماری سعی قبول فرمائے۔ (آمین)

۹ اپریل ۲۰۰۳ء

احقر
ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ ربّ العلمین و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ سیّد المرسلین
وعلیٰ عباد اللہ الصّلحین

معروضاتِ مترجم

سلوک وتصوف کا علمی اور عملی ذوق بر صغیر پاک و ہند کے علم دوست مسلمانوں کی ایک امتیازی شان رہی ہے۔ تہذیبِ نفس اور تطہیرِ اخلاق کے ساتھ ساتھ عرفانِ نفس اور معرفتِ حق تعالیٰ سلوک وتصوف کے چند اہم موضوعات ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے اِن سودمند اور آفاقی شعبوں نے قدیم الایام میں، مسلمان تو مسلمان ہندو شائقین علم کو بھی متاثر کیا ہے اور مستشرقین کی توجہ بھی اپنی طرف جلب کی ہے۔ گلستان و بوستانِ سعدیؒ، پندنامۂ عطارؒ، مثنویٔ مولانا رومیؒ وغیرہ اَخلاقی اور عرفانی موضوعات پر شاہکار کتب میں شمار ہوتی ہیں لہٰذا اِن کی اخلاق آموز اور سیرت ساز خوبیوں کو دیکھتے ہوئے علمی گھرانوں میں بچوں اور جوانوں کو ان کی تعلیم وتدریس کا عام اور پسندیدہ رواج تھا۔ چونکہ یہ کتابیں فارسی میں ہیں لہٰذا فارسی زبان سے دلچسپی اور اس زبان کی قدردانی بھی ایک امر لازم کے طور پر برصغیر کی علمی دنیا کا مستحسن دستور تھا۔ یوں بھی فارسی کا فصیح وبلیغ اَور شیریں ہونا قندِ مکرر کی تاثیر رکھتا ہے۔ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ ہمارے عہد کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے، اپنے افکارِ گراں مایہ کا بیشتر حصہ اسی زبانِ شیریں کی صورتِ زیبا میں پیش کیا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اس حوالے سے بھی فارسی زبان سے وہ دیرینہ رابطہ برقرار رکھنے کی روش قائم رکھی جاتی مگر روحانی قدروں پر مادیت غالب آجانے سے یہ روشِ پاکیزہ دُچارِ اضمحلال ہوگئی ہے۔ نتیجۃً کتابی شکل میں چھوڑے ہوئے اسلاف عالی مرتبت کے علمی، روحانی اَخلاقی اور اَدبی گنجینہ ہائے گراں بہا، الا ماشاءاللہ، ابنائے وطن کی دسترس سے دُور ہوگئے ـــــ ہماری تمدنی اور تہذیبی تاریخ کا یہ بھی ایک اندوہ ناک باب ہے۔ مادّی اور مشینی علوم بے شک وقت کی ضرورت ہیں مگر یہ ضرورت اس بات کی متقاضی ہرگز نہیں ہو سکتی کہ اخلاقی اور روحانی علوم سے ناطہ توڑ لیا جائے۔

کیا ہے کہ اَب جبکہ فارسی زبان کم جاننے کے وجہ سے اس زبان میں محفوظ علمی آثار و منابع تک براہِ راست رسائی مشکل ہوگئی ہے، تو ان میں سے کچھ کا اردو ترجمہ کر کے ہی سہی اہلِ ذوق کو پیش تو کیا جائے۔ ایسے اقدامات خشک سالی میں قطراتِ نیسان کی مانند ہیں۔ اسی کارِ خیر کا اہتمام کرنے والوں میں سے، میں یہاں ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب۔ ایم۔اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی استاد شعبۂ ثقافت اسلامیہ سندھ یونیورسٹی جامشورو کا نامِ نامی لینا چاہوں گا، جن کی (بالواسطہ) ترغیب وتشویق سے راقم الحروف نے حضرت پایندہ محمدؒ خلیفہ خواجہ محمد معصومؒ کی تصنیف ”مجمع البحرین“ کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ دیکھنے کو یہ ایک مختصری کتاب ہے لیکن تصوف و عرفان کے بہت ہی اہم مطالب و نکات سے مملو ہے، اس کتاب کے فنّی محاسن، ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب کے جدِ امجد برصغیر کی مایۂ ناز علمی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈی۔ لٹ سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی حیدرآباد نے، اپنے تعارفی کلمات میں رقم فرمادیے ہیں۔

جہاں تک اس کتاب کے معنوی لطائف کا تعلق ہے خود مصنف (حضرت پایندہ محمد رحمۃ اللہ علیہ) کی اپنی ایک رباعی ان لطائف پر دلیلِ ناطق ہے۔ رباعی یہ ہے:

این نسخۂ جامع کہ سرّے از غیب است — ھادی بہ وصالِ شاہدِ لاریب است
ہر کس کہ بدید کیفیت از روئے یقین — گوید الہام بالّلسان الغیب است

(ترجمہ: یہ جامع نسخہ جو ایک غیبی راز ہے، محبوبِ لاریب (محبوب حقیقی) کے وصال کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جس کسی نے از روئے ایمان و یقین اس کیفیت کو دیکھا، یہ کہے گا کہ زبانِ غیب میں یہ ایک الہام ہے)

ترجمۂ کتاب سے متعلق میں یہ کہوں گا کہ اس میں کسی نادانستہ غلطی، تسامح یا فروگذاشت کی عدم موجودگی کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اہلِ علم وتحقیق کی نظر میں اگر کوئی اَیسی بات آجائے تو للہ مجھے معاف بھی فرمادیں اور مطلع بھی فرمادیں تاکہ میری اصلاح ہوجائے۔

یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اصل کتاب کے جو مطالب حرف ترجمے سے واضح نہیں ہوسکتے تھے، قوسین میں اُن کی تشریح یا توضیح کو میں نے ناگزیر جانا۔ اس اسلوب کو میں نے آخر تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ ربّ العلمین و الصّلوۃ و السّلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ عباد اللہ الصّلحین

معروضاتِ مترجم

سلوک وتصوف کا علمی اور عملی ذوق برّصغیر پاک وہند کے علم دوست مسلمانوں کی ایک امتیازی شان رہی ہے۔ تہذیبِ نفس اور تطہیرِ اخلاق کے ساتھ ساتھ عرفانِ نفس اور معرفتِ حق تعالیٰ سلوک وتصوف کے چند اہم موضوعات ہیں۔ اِسلامی تعلیمات کے اِن سودمند اور آفاقی شعبوں نے قدیم الایام میں، مسلمان تو مسلمان ہندو شائقینِ علم کو بھی متاثر کیا ہے اور مستشرقین کی توجہ بھی اپنی طرف جلب کی ہے۔ گلستان و بوستانِ سعدیؒ، پندنامۂ عطارؒ، مثنویٔ مولانا رومیؒ وغیرہ اَخلاقی اور عرفانی موضوعات پر شاہکار کتب میں شمار ہوتی ہیں لہٰذا ان کی اخلاق آموز اور سیرت ساز خوبیوں کو دیکھتے ہوئے علمی گھرانوں میں بچوں اور جوانوں کو ان کی تعلیم وتدریس کا عام اور پسندیدہ رواج تھا۔ چونکہ یہ کتابیں فارسی میں ہیں لہٰذا فارسی زبان سے دلچسپی اور اِس زبان کی قدردانی بھی ایک امرِ لازم کے طور پر برصغیر کی علمی دنیا کا مستحسن دستور تھا۔ یوں بھی فارسی کا فصیح وبلیغ اَور شیرین ہونا قندِ مکرر کی تاثیر رکھتا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے عہد کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے، اپنے افکارِ گراں مایہ کا بیشتر حصہ اسی زبانِ شیریں کی صورتِ زیبا میں پیش کیا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اِس حوالے سے بھی فارسی زبان سے وہ دیرینہ ربطہ برقرار رکھنے کی روش قائم رکھی جاتی مگر روحانی قدروں پر مادیت غالب آجانے سے یہ روشِ پاکیزہ دُچارِ اضمحلال ہوگئی ہے۔ نتیجۃً کتابی شکل میں چھوڑے ہوئے اسلافِ عالی مرتبت کے علمی، روحانی اَخلاقی اور اَدبی گنجینہ ہائے گراں بہا، اِلّا ماشاء اللہ، ابنائے وطن کی دسترس سے دُور ہوگئے _____ ہماری تمدنی اور تہذیبی تاریخ کا یہ بھی ایک اندوہ ناک باب ہے۔ مادّی اور مشینی علوم بے شک وقت کی ضرورت ہیں مگر یہ ... اخلاقی اور روحانی علوم سے ناطہ توڑ لیا جائے۔

کیا ہے کہ اَب جبکہ فارسی زبان کم جاننے کے وجہ سے اس زبان میں محفوظ علمی آثار و مناہج تک براہِ راست رسائی مشکل ہوگئی ہے، تو ان میں سے کچھ کا اردو ترجمہ کرکے ہی سہی اہل ذوق کو پیش تو کیا جائے۔ ایسے اقدامات خشک سالی میں قطراتِ نیسان کی مانند ہیں۔ اسی کارِ خیر کا اہتمام کرنے والوں میں سے، میں یہاں ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی استاد شعبہ ثقافت اسلامیہ سندھ یونیورسٹی جامشورو کا نام نامی لینا چاہوں گا، جن کی (بالواسطہ) ترغیب وتشویق سے راقم الحروف نے حضرت پایندہ محمدؒ خلیفہ خواجہ محمد معصومؒ کی تصنیف "مجمع البحرین" کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ دیکھنے کو یہ ایک مختصر سی کتاب ہے لیکن تصوف و عرفان کے بہت ہی اہم مطالب و نکات سے مملو ہے، اس کتاب کے فنّی محاسن، ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب کے جدّ امجد برصغیر کی مایۂ ناز علمی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈی۔ لٹ سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی حیدرآباد نے، اپنے تعارفی کلمات میں رقم فرمادیے ہیں۔

جہاں تک اس کتاب کے معنوی لطائف کا تعلق ہے خود مصنف (حضرت پایندہ محمد رحمتہ اللہ علیہ) کی اپنی ایک رباعی ان لطائف پر دلیلِ ناطق ہے۔ رباعی یہ ہے:

این نسخۂ جامع کہ سرّے از غیب است — ھادی بہ وصالِ شاہدِ لاریب است
ہر کس کہ بدید کیفیت از روئے یقین — گوید الہام بالسان الغیب است

(ترجمہ: یہ جامع نسخہ جو ایک غیبی راز ہے، محبوبِ لاریب (محبوب حقیقی) کے وصال کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جس کسی نے از روئے ایمان ویقین اس کیفیت کو دیکھا، یہ کہے گا کہ زبانِ غیب میں یہ ایک الہام ہے)

ترجمۂ کتاب سے متعلق میں یہ کہوں گا کہ اس میں کسی نادانستہ غلطی، تسامح یا فروگذاشت کی عدم موجودگی کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اہلِ علم وتحقیق کی نظر میں اگر کوئی اَیسی بات آجائے تو للہ مجھے معاف بھی فرمادیں اور مطلع بھی فرمادیں تاکہ میری اصلاح ہوجائے۔

یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اصل کتاب کے جو مطالب حرف ترجمے سے واضح نہیں ہوسکتے تھے، قوسین میں اُن کی تشریح یا توضیح کو میں نے ناگزیر جانا۔ اس اسلوب کو میں نے آخر تک

www.mujaddiway.com

روا رکھا تا کہ اشکالات حتی الامکان رفع کیے جاسکیں۔ (اس عمل میں بھی میری محدودیتِ علم کو، اہلِ علم مدِ نظر رکھیں)۔ جو کچھ صحیح ہوا۔ اللہ ربُّ العزت کی توفیق سے ہوا، اگر خدانخواستہ معاملہ کہیں۔ اس کے برعکس ہے تو اسے میری علمی بے بضاعتی پر محمول فرمایا جائے۔

اللہ کریم کی حمد و ثنا اور شکر کے بعد میں ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب کی خدمت میں ہدیۂ سپاس پیش کرتا ہوں جنہوں نے میرے لیے اس سعادت کا موقع فراہم کیا کہ میں اس کتابِ باصواب کا ترجمہ کروں۔ اُن کے لیے جزائے خیر اور برکتِ علم وتقویٰ کی دعا مجھے عزیز رہے گا۔

میں اپنے مشفق مکرم جناب پروفیسر ڈاکٹر رئیس احمد ایم۔ ایس۔ سی، پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن) سابق صدر شعبۂ ارضیات (جیالوجی) سندھ یونیورسٹی جامشورو، اور عزیز ارجمند حسن رئیس صاحب کا بھی تہ دل سے ممنون ہوں، جو اس کتاب کے سلسلے میں میرے اور ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب کے درمیان ربط وارتباط کا مبارک ذریعہ بنے۔

اپنی رفیقۂ حیات سیدہ نزہت جہاں کے لیے بھی اظہار تشکر میں فراموش نہیں کرنا چاہتا، کہ انہوں نے بہت سی خانگی مصروفیات سے مجھے آزاد کر کے اور کچھ ضروری سہولیات میرے لیے مہیا کر کے اس کارِ خیر کی تکمیل مجھ پر آسان کی ہے۔

الحمد للہ الذی بنعمتہٖ تتم الصّٰلحٰت

میری یہ بھی دعا ہے کہ ربُّ العزت، کتاب کے مندرجات سے قارئین کو روحانی فیوضات سے بہرہ مند فرمائے، آمین۔

مترجم
احمد سعید انصاری
بی۔ اے (آنرز)، ایم۔ اے (فارسی)
سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج کوٹ ادّو
ریٹائرڈ ایسوسی ایٹ پروفیسر و سابق صدر شعبۂ فارسی
گورنمنٹ کالج بوسن روڈ، ملتان۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ :

مجمع البحرین

الا اے آنکہ داری مہر روئے	بیا بشنوز جانان گفت گوئے
کلام چند از عین معانی	نشانیہا ز اسرار نہانی
حدیث دلبراں چون قامت یار	بدل نزدیک و دور از فہم اغیار

(ترجمہ و مفہوم اشعار)

اے وہ جو مشتاق جمال یار ہے، قریب آ اور سن محبوب کی باتیں جو عین معانی (حقائق و معارف پر مشتمل) ہیں۔ اور راز ہائے پوشیدہ کی نشانیاں ہیں۔ حدیثِ دلبراں یعنی اللہ کے پیاروں کی باتیں قامت یار کی مانند (حسنِ معنی اور دل پذیری کا مرقع) ہیں۔ جو دلِ عشاق کے تو قریب ہیں، لیکن عقل (غیر از عشاق) سے دور ہیں۔

امابعد، نقشبندانِ راہِ تحقیق، عازمینِ منزلِ توحید، لبستگانِ سلسلۂ محبت اور آزادگانِ قیدِ دنیا و آخرت سے مخفی نہ رہے، کہ جب یہ فقیر یعنی اللہ الواحد الاحد کا بہت ہی حقیر بندہ پائندہ محمدؐ .... اللہ اس کو عمل میں صدق و یقین اور اعتقاد فی الدین کی راہ روشن پر ثابت قدم رکھے۔ .... اکابرِ نقشبندیہ قدس اللہ ارواحھم (اللہ ان کی روحوں کو پاک فرمائے) کے سلسلے ارادت میں داخل ہو گیا، تو پہلے اس سلسلۂ عالیہ کے اکابر سے فیوض و برکات اسے نصیب ہوئیں۔ پھر زبدۃ العارفین وقطب المحققین میاں معصومؒ کی خدمت میں رہ کر سلوک طے کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت موصوف نے فرمایا کہ "طالب سلوک رکھنے والوں کو طریقہ نقشبندیہ اور قادریہ میں آپ مشغول رکھیں گے"۔ اگرچہ یہ بندۂ عاجز سوائے گناہوں کے اپنے حال کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن حضرتِ والا کے حکم اور ما علی الرّسول الّا البلاغ (نہیں کچھ ذمہ داری پیغمبر پر سوائے پہنچا دینے پیغام کے) کے مفہوم کے پیشِ نظر میں نے استخارہ کرنے کے بعد ان دونوں سلسلوں کے سالکین کو مشغولِ سلوک کرلیا۔ ان میں سے اکثر (مجھ سے) شجرۂ نقشبندیہ اور شجرۂ قادریہ طلب کرتے رہتے تھے۔ اگرچہ ان کے پاس کتابوں میں نظم ونثر دونوں میں معروف اور مشہور شجرے موجود تھے، (بایں ہمہ) میں نے چاہا کہ (بیان شجرہ میں) ایک نئی طرز اختیار کی جائے۔ جی میں آیا کہ قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بیان فرمودہ اصول وضوابط سلوک و معرفت پر مشتمل پہلے کچھ فقرے لکھ لئے جائیں۔ پھر شجرہ ہائے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ و قادریہ کی ترتیب و ترکیب اس انداز سے تحریر کی جائے کہ شجرہ کی ہر سطر کی دائیں طرف کے تمام پہلے حروف اگر جمع کر لئے جائیں۔ تو اکابر نقشبندیہ کے اسماء گرامی نکل آئیں، اور ہر سطر کی بائیں جانب کے تمام آخری حروف سے اکابر قادریہ کے نامہائے مبارک حاصل ہو جائیں۔ (اسطرح) جب (منبع) رشد سلسلہ، افضل کائناتﷺ تک پہنچ جائے تو کچھ اشعار اس طرح موزوں کئے جائیں۔ کہ یہ نعتیہ مصرع

روا رکھا تاکہ اشکالات کی بالامکان رفع کیے جا سکیں۔ (اس عمل میں بھی میری محدود وسعت علم کو، اہل علم مد نظر رکھیں)۔ جو کچھ صحیح ہوا۔ اللہ رب العزت کی توفیق سے ہوا، اگر خدا نخواستہ معاملہ کہیں۔ اس کے برعکس ہے تو اسے میری علمی بے بضاعتی پر محمول فرمایا جائے۔

اللہ کریم کی حمد و ثنا اور شکر کے بعد میں ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب کی خدمت میں ہدیۂ سپاس پیش کرتا ہوں جنہوں نے میرے لیے اس سعادت کا موقع فراہم کیا کہ میں اس کتاب باصواب کا ترجمہ کروں۔ اُن کے لیے جزائے خیر اور برکت علم و تقویٰ کی دعا مجھے عزیز رہے گا۔

میں اپنے مشفق مکرم جناب پروفیسر ڈاکٹر رئیس احمد ایم۔ ایس۔ سی، پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن) سابق صدر شعبۂ ارضیات (جیالوجی) سندھ یونیورسٹی جامشورو اور عزیز ارجمند حسن رئیس صاحب کا بھی تہ دل سے ممنون ہوں، جو اس کتاب کے سلسلے میں میرے اور ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں صاحب کے درمیان ربط و ارتباط کا مبارک ذریعہ بنے۔

اپنی رفیقۂ حیات سیدہ نزہت جہاں کے لیے بھی اظہار تشکر میں فراموش نہیں کرنا چاہتا، کہ انہوں نے بہت سی خانگی مصروفیات سے مجھے آزاد کر کے اور کچھ ضروری سہولیات میرے لیے مہیا کر کے اس کار خیر کی تکمیل مجھ پر آسان کی ہے۔

الحمد لله الذى بنعمته تتم الصّٰلحٰت

میری یہ بھی دعا ہے کہ رب العزت، کتاب کے مندرجات سے قارئین کو روحانی فیوضات سے بہرہ مند فرمائے، آمین۔

مترجم
احمد سعید انصاری
بی۔ اے (آنرز)، ایم۔ اے (فارسی)
سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج کوٹ ادو
ریٹائرڈ ایسوسی ایٹ پروفیسر و سابق صدر شعبۂ فارسی
گورنمنٹ کالج بوسن روڈ، ملتان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجمع البحرین

الا اے آنکہ داری مہر روئے | بیا بشنو ز جانان گفت گوئے
کلام چند از عین معانی | نشانہا از اسرار نہانی
حدیث دلبراں چون قامت یار | بدل نزدیک و دور از فہم اغیار

(ترجمہ و مفہوم اشعار)

اے وہ جو مشتاق جمال یار ہے، قریب آ اور سن محبوب کی باتیں جو عین معانی (حقائق و معارف پر مشتمل) ہیں۔ اور رازہائے پوشیدہ کی نشانیاں ہیں۔ حدیث دلبراں یعنی اللہ کے پیاروں کی باتیں قامت یار کی مانند (حسن معنی اور دل پذیری کا مرقع) ہیں۔ جو دل عشاق کے تو قریب ہیں، لیکن عقل (غیر از عشاق) سے دور ہیں۔

امابعد، نقشبندان راہ تحقیق، عازمین منزل توحید، وابستگان سلسلہ محبت اور آزادگان قید دنیا و آخرت سے مخفی نہ رہے، کہ جب یہ فقیر یعنی اللہ الواحد الاحد کا بہت ہی حقیر بندہ پائندہ محمدؐ .... اللہ اس کو عمل میں صدق و یقین اور اعتقاد فی الدین کی راہ روش پر ثابت قدم رکھے........ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ ارواحہم (اللہ ان کی روحوں کو پاک فرمائے) کے سلسلے ارادت میں داخل ہو گیا، تو پہلے اس سلسلہ عالیہ کے اکابر سے فیوض و برکات اسے نصیب ہوئیں۔ پھر زبدۃ العارفین و قطب المتقین میاں معصومؒ کی خدمت میں رہ کر سلوک طے کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت موصوف نے فرمایا کہ "طلب سلوک رکھنے والوں کو طریقہ نقشبندیہ اور قادریہ میں آپ مشغول رکھیں گے"۔ اگرچہ یہ بندہ عاجز سوائے گناہوں کے اپنے حال کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن حضرت والا کے حکم اور ما علی الرسول الا البلاغ (نہیں کچھ ذمہ داری پیغمبر پر سوائے پہنچا دینے پیغام کے) کے مفہوم کے پیش نظر میں نے استخارہ کرنے کے بعد ان دونوں سلسلوں کے سالکین کو مشغول سلوک کر دیا۔ ان میں سے اکثر (مجھ سے) شجرہ نقشبندیہ اور شجرہ قادریہ طلب کرتے رہتے تھے۔ اگرچہ ان کے پاس کتابوں میں نظم و نثر دونوں میں معروف اور مشہور شجرے موجود تھے، (بایں ہمہ) میں نے چاہا کہ (بیان شجرہ میں) ایک نئی طرز اختیار کی جائے۔ جی میں آیا کہ قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے بیان فرمودہ اصول و ضوابط سلوک و معرفت پر مشتمل پہلے کچھ فقرے لکھ لئے جائیں۔ پھر شجرہ ہائے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و قادریہ کی ترتیب و ترکیب اس انداز سے تحریر کی جائے کہ شجرہ کی ہر سطر کی دائیں طرف کے تمام پہلے حروف اگر جمع کر لئے جائیں۔ تو اکابر نقشبندیہ کے اسماء گرامی نکل آئیں، اور ہر سطر کی بائیں جانب کے تمام آخری حروف سے اکابر قادریہ کے نامہائے مبارک حاصل ہو جائیں۔ (اس طرح) جب (شیخ) رشد سلسلہ، افضل کائنات ﷺ تک پہنچ جائے تو کچھ اشعار اس طرح موزوں کیے جائیں۔ کہ یہ نعتیہ مصرع

www.mujaddidiway.com

شاد و شاداں مجموعہ عربی ابیات

اس مثنوی کی چاروں جانب سے یعنی ہر مصرع کے اوّل و آخر سے حروف اخذ کرنے کے بعد مقصود پر ہوا اور اسمی حروف کی ترتیب و تعداد کے مطابق اس (مصرع) کی خواہش ہوئی۔ استخارہ اور ارواحِ طیبہ سے اجازت کے بعد میں نے اس تصنیف کو شروع کیا اور "مجمع البحرین" اس کا نام رکھا۔

مطالعہ فرمانے والے صاحبِ دل حضرات کے بزرگانہ اخلاق سے میں امید رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ بندہ ضعیف اپنے قصورِ فہم کا معترف ہے (اس لیے) اگر اس (تحریر) میں کوئی عیب و سقم دیکھیں تو اس کی اصلاح فرمائیں گے اور عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ عیب جوئی و بدگوئی سے اجتناب کرتے ہوئے تصنیفِ ہذا کے ہر حرف کو شائستہ اور محمود عرف میں صرف فرمائیں گے۔ الله الهادی الی التحقیق وهو ولی التوفیق (اللہ ہی حقیقت کی طرف راہنمائی فرمانے والا ہے اور وہی توفیق بخشنے کا اختیار و مالک ہے)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

نوٹ: {صاحبِ کتاب حضرت محمد پائندہؒ نے اپنی تحریر مبارک میں جو صنعتِ توشیح استعمال کیا ہے وہ اپنی جگہ مثال اور بے کمال کارنامہ ہے، اس طرح کہ ہر سطر کے تمام پہلے حروف اگر جمع کرلئے جائیں تو شجرۂ اکابرِ نقشبندیہ مکمل ہوجاتا ہے، اور ہر سطر کے تمام آخری حروف سے شجرۂ بزرگانِ قادریہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اردو ترجمے میں اس صنعت کا التزام تقریباً محال ہے لہٰذا ناظرینِ کرام سے گزارش ہے کہ یہ دو شجرۂ مبارکہ بالا کیلئے اصل فارسی کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ (مترجم)}

حمد اور سب طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہے کہ عقل و ادراک (انسانی) اس کی حقیقتِ ذات کے علم و آگہی کے معاملے میں سوائے حیرت اور نادانی کے کچھ پلے نہیں رکھتے۔ اور درود و صلوٰۃ کثیر ہو اس مظہرِ کامل شانِ حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت محمد ﷺ پر جن کی خاکِ راہ سالکانِ منازلِ تحقیق کے سر کا تاج ہے۔ امّا بعد (ذیل میں) یہ کچھ فقرے ہیں جو طلب (معرفت) سے متعلق ہدایات کا حکم رکھتے ہیں۔ اور (علاوہ ازیں) ہدایت کنندگانِ راہِ یقین خصوصاً اکابرِ نقشبندیہ و قادریہ کثر اللہ اتباعہم (اللہ تعالیٰ ان کے متبعین کی تعداد کثیر فرمائے) کے احوال، اقوال اور اسرار کے بارے میں کچھ نکات درج ہیں۔ یہ اکابر سب کے سب راہبرانِ (منزل) مقصود ہیں۔ اللھم زوجھم فی الدنیا واحشرنا معھم فی العقبیٰ (اے اللہ دنیا میں ان کی تعداد بڑھا اور عقبیٰ میں ہمیں ان کے ساتھ اٹھا)

اے صاحبِ فہم طالب یہ جان لے کہ ان اکابر کا عمل "عزیمت" ہے۔ اور (اس کے علاوہ) بدعات سے دور رہنا ہے۔

نقشبند اند و لے بند بہ نقش نیند
نوشند از جام مقیدی صاف مطلق

ترجمہ (یہ اکابر نقشبند (نقش قائم کرنے والے) تو ہیں لیکن پابندِ نقش نہیں ہیں قید و پابندی کے جام سے وہ آزادی و بے قید ہونے کی شراب ناب پیتے ہیں)۔ قدس اللہ ارواحہم (اللہ ان کی روحوں کو پاک فرمائے)۔ (مراد اپنے اوپر عائد قیود اور پابندی کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد آزادی و رستگاری کی منزل سے ہمکنار ہوتے ہیں)۔

(اے طالب) جان لے کہ حضرات خواجگان (نقشبند) کا طریقہ منزلِ مقصود تک رسائی کا سب سے قریب راستہ ہے......... جو انہی کی شان کے شایان ہے۔ کسی اور (طریق والوں) کو بھلا ان سے برابری کی کیا طاقت ہوسکتی ہے؟ دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء ہوتی ہے، اور ان (اکابر نقشبند) کی نسبت دیگر تمام سلاسل کی نسبت پر فوقیت رکھتی ہے۔ ان اکابر کے نزدیک عزیمت پر عمل پیرا ہونا ہی ناجح ہے۔ یہ بزرگ حتی المقدور عزیمت پر عمل سے منحرف نہیں ہوتے۔ انہوں نے اپنے احوال و مواجید* (کیفیاتِ روحانی) کو شریعت و سنتِ پاک مصطفیٰ ﷺ کے احکام کے اتباع سے سنوارا

---

* مواجید جمع میم و کسر جیم، حالتہا و قصہا کہ باستماع نغمہ صوفیان را پیدا شود، و این جمع وجدست خلاف القیاس (غیاث اللغات)

اندر دیکھنا اور اپنے اندر کی معلومات حاصل کرنا ہے۔ "خلوت در انجمن" (یعنی مجلس و محفل کے اندر بیٹھے ہوئے بھی اپنے آپ کو تنہا کر لینا) ایک نادر اور گرانمایہ رکن (طریقۂ سلوک ہے) اور ہمارے اکابر قدس اللہ اسرارہم (اللہ ان کے بھیدوں کو پاک فرمائے) نے اس حقیقت کے ضمن میں بہت عمدہ باتیں بتائی ہیں۔ یعنی مجالس اور محافل میں جو استغراق کامل ہیں، تمہارا ئی نسبت کو بسبب اصلاح وقت رکھتے ہوئے، باطن کی راہ سے مطلب کے ساتھ خلوت پیدا کرتے ہیں۔ (اصطلاح) بالفرض اگر (یاد مطلب سے) فراموشی ہو جائے تو "واذکر ربک اذا نسیت" (اور جب تو بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کر لیا کر) کے مضمون سے متنبہ ہو کر اور (غفلت پر) استغفار کر کے (استغفار قلب سے چھٹکارا پاتے ہیں اور) نسبت باطن کو حاصل کرنے کی حتی الامکان سعی و کوشش کرتے ہیں۔ اگرچہ شروع میں اس نسبت کی نگہداشت میں محنت اور تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن بعد میں یہ حالت بے تکلف حاصل ہو جاتی ہے اور تصرف میں آ جاتی ہے۔ اصطلاح "نظر بر قدم" کے معنی مبتدی کے حال کے مناسب، بزرگان متقدمین و متاخرین کے نزدیک یہ ہیں کہ چلتے وقت ادھر ادھر سے پاک ہو کر نظر قدم پر جمائے رکھے تاکہ دنیائے دنی کے رنگا رنگ محسوسات کے باعث حق سے غافل نہ ہو جائے اور پریشانی دل سے بچا رہے۔

اس لئے کہ ابتدائی حال میں طالب کا دل کوئی ذریعہ سکون نہیں رکھتا۔ اس قدر قوت پیدا کرنے کے لئے کہ نظر وہ خیال تو میں حارج نہ ہو اور پراگندگی دل کا موجب نہ بنے .... یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے نظر کی پریشانی دل پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ "ہوش در دم" کی اصطلاح کا مطلب حق بینوں کی نگاہ میں یہ ہے کہ طالب اپنی سانس سے آگاہ رہے۔ اس طرح کہ کوئی سانس غفلت کی حالت میں نہ آنے جانے پائے۔ اور یہ آن حضور ہے کہ اہل تحقیق نے پختہ تحقیق فرمایا ہے کہ دل کو دشمن سے .... جو دراصل غفلت ہے .... بچائے رکھے اور دوست کو .... جس کا مطلب حضور دوام (دوام یاد و فکر) ہے ہمیشہ حاضر میں قلب رکھے۔ اے عزیز ان معروف طریقوں کی پابندی کرنے کے بعد تمام و کمال علم حضوری سالک کو حاصل ہو جائیگا۔ پھر اس کے بعد سالک مراقبات پر عمل پیرا ہوگا .... بالخصوص صبح و شام کے اوقات میں کہ یہ اوقات مراقبہ کا خاصہ اور اس کی اقسام کیلئے بزرگوں نے مقرر فرمائے ہیں۔ (اے عزیز!) جان لے کہ لفظ "مراقبہ" "ترقب" سے ماخوذ ہے جس کے معنی انتظار کے ہیں .... اور اس کی کئی اقسام ہیں۔ مراقبہ اول مبتدی (شروع کرنے والے) کے مناسب حال ہے وہ یہ ہے کہ "یعلم بقلبه ان الله عزوجل ناظر الیه فیما دام ملازم بهذا العلم فهو مراقب" (اپنے دل میں جانتا ہے کہ بیشک اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے اس کی طرف کہ وہ (طالب) اس بات کے علم کو دل میں سموئے ہوئے ہے، تو گویا وہ مراقب ہے) یعنی بالفاظ دیگر قلب کا علم ہو جاتا ہے۔ اس اطلاع حق سبحانہ و تعالیٰ کی۔ جب طالب اپنے علم اور حضور دونوں کو اسی طرح مراقبہ کرتا رہتا ہے تو وہ اس مراقبے کے تصرف میں آ جاتا ہے۔ گویا مراقبہ اس کی قدرت اور توانائی میں ہو جاتا ہے۔ اس وقت ماسوی کا نقش دل کی نظر سے گم ہو کر محو ہو جاتا ہے بلکہ (یہ بھی ہوتا ہے کہ) اسرار سے طالب باطن کشوف و شہادات کو [illegible] دیکھتے ہیں۔ سالکین اس تصرف کو عالم انوار باطنی کے مراد سے پر سمجھا پاتے ہیں۔ اور اپنے تمام قوائی میں اسی کو سرایت ہوتا محسوس کرتے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ مقام

ہے۔ انہوں نے اپنے روحانی ذوق اور معارف والا سلوک کو تمام علوم و احکام شریعت جان کر اپنی تمام تر ہمت اور کسی علوم رسمی میں صرف کی ہے اور شریعت ہی کے احکام کی بجا آوری کو انہوں نے ترقی سلوک کیلئے ضروری جانا ہے۔ اور تجلی ذات دراصل اشراقات و معرفتوں پر ایک وقت میں بجلی کی چمک کی مانند قلیل مدت کیلئے ہوتا ہے۔ اصحاب نقشبندیہ کیلئے دائمی ہوتا ہے۔ چونکہ ہر شخص کی سمجھ ان اکابر کے ذوق تک نہیں پہنچ سکتی لہذا ممکن ہے کہ بعض طریقہ ہائے سلوک کے سالکین یا مبتدیان سلوک، ان بزرگوں کے (اعلیٰ ترین) کمالات روحانی کا بالکل انکار کردیں۔

اے عزیز! جان لے کہ ان بزرگوں کے ساتھ نسبت صحیح حضوری حاصل ہے۔ روحانی سیر کی ابتداء انہوں نے عالم امر سے اختیار کی ہے اور اس سیر کے دوران عوالم خمسہ (ظاہری و باطنی) کے عالم کی منازل طے کر کے سلوک کو مکمل کیا ہے اور تصفیہ حصول کمالات کی جانب متوجہ رہی ہے۔ (تمام) اصل مقصود کو سلوک کمالات کے سوا سمجھتے ہوئے اثبات اور نفی سے احتراز کیا ہے۔

فصل

سلوک کے ارکان (یعنی اصول و طرق) جو طالب نقشبندیہ کیلئے ضروری ہے .... مختصر طور پر وہ طریقے جو قطب ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ یعنی میاں شیخ احمد فاروقی نور اللہ مرقدہ وضع فرماتے ہیں .... ذیل میں سے کچھ بیان کیے جاتے ہیں۔ سو جان لو کہ اس طریقہ عالیہ میں طالب حق کو ابتداء میں اسم ذات اور توجہ قلبی میں مشغول رکھتے ہیں اور سوائے مراقبہ توجہ کے اور کسی شغل میں مشغول نہیں رکھتے .... اسی بنا پر کہ اس طریقہ عالیہ میں "جذبہ" کی نسبت اسم ذات سے ہے اور سلوک نسبت کی اثبات سے قائم اور مقرر ہے۔ اور اکابر مشہور کے نزدیک جذبہ سلوک پر مقدم ہے۔ پس (ثابت ہوا کہ) ان اکابر کی نسبت تمام دیگر اکابر کی نسبتوں پر فوقیت اور تقدم رکھتی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اس طریقہ عالیہ کی اصطلاحات میں سے اصطلاح "سیر در وطن" کی حقیقت یہی ہے کہ وہ "سیر انفسی" سے عبارت ہے جسے "جذبہ" بھی کہتے ہیں اور ان بزرگوں کے حالات اور احوال کی ابتداء ہے۔ اور "سیر آفاقی" کو اہل سلوک نے سلوک دراصل کی کیفیت ہے اس سیر کے دوران وہ اس کی (یعنی سیر آفاقی کی) منازل طے کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے سلسلوں کے اکابر حصول مدعا کیلئے "سیر آفاقی" سے ابتداء کرتے ہیں۔ اور اس میں طالبوں کی ترقی رکھتے ہیں۔ اور اس (سیر) کی انتہا کو انفس کی (سیر) کرتے ہیں۔ اور "سیر انفسی" میں انہوں نے جامع طریق سے کمال حاصل کیا ہے۔ "سیر آفاقی" مطلب کو اپنی ذات سے باہر ڈھونڈنا ہے، جبکہ "سیر انفسی" کی اصطلاح کے معنی اپنے

قرآن کریم بھی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق (عنقریب ہم انہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں ان کے گرد و نواح میں بھی دکھا دیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائیگا کہ وہ (قرآن) حق ہے۔

(راسخ) طالب اس کام سے آگاہی پاکر اور افکار کی حالت سے باہر نکل کر مراقبہ کی دیگر قسم کا التزام کرتا ہے یہاں تک کہ علم کی منزل سے آگے بڑھ کر مرتبہ عین (الیقین) تک رسائی پالیتا ہے۔ مراقبہ دوم متوسطین (درمیانہ درجے کے سالکین) کے مناسب حال ہے۔ یہ خود پسند (مراد متوجہ الی الغیر) کے حال کا اصلاح کنندہ ہے، یعنی اس کے ذریعہ سے سالک غلبہ محبت کے تعلق سے اور صفت علم کی کمال کشش سے مزید آگے بڑھ کر متوجہ عین (حق) ہو جاتا ہے، اور جزو سے کل کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ نیز مجاز سے حقیقت کی طرف اور صورت سے معنی کی طرف چاہت پیدا کر لیتا ہے .... ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، بلکہ وجود کے کل ذرات میں اس نسبت کو جاری و ساری دیکھتا ہے۔ اور مراقبہ سوم جو خواص کے ساتھ مخصوص ہے، کی مداومت کی کوشش کرتا ہے۔ اس مراقبہ کے ذریعے وہ سراپا حضور جو مرتبہ حق الیقین ہے، کی نسبت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور حضور ذاتی کی طرف جس میں عز شانہ ہمیشہ خود بخود (موجود) حاضر ہوتا ہے، عروج کرتا ہے، اور اس مقام پر شش جہت (یعنی چھ سمتوں) کو بے جہت، فانی اور نیست شدہ سمجھتا ہے۔ اور مکمل طور پر مرتبہ فنا کو پالینے کے بعد، یہ مقام اس کی آرزو بن جاتا ہے، اور "باقی بحق" ہو جاتا ہے۔ اے میرے بھائی! قید دوئی سے آزاد ہوتا کہ ہر جا اور ہر مقام پر تو روئے دوست عیاں طور پر دیکھ سکے۔ اس حال کے رکھنے والوں کیلئے ہے، المراقبہ جلوس الموحد فی میدان التوحید (موحد کا میدان توحید میں بیٹھنے کا مراقبہ)۔

تربیت قلب اور حقیقتِ جامعہ انسانی کے ساتھ، اس کے سبب اشتراک کا بیان

مخفی نہ رہے کہ اصحاب سلوک (سلوک کے حوالے سے) ایک تو "حقیقتِ جامعہ قلبیہ" پر قلب کا اطلاق کرتے ہیں، کیونکہ وہ عالم امر سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسی کا خاصہ اور صفت ہے، ذکر اور لذت ذکر، سُکر (حالت بیخودی) اور استہلاک (محویت) اور فنا و بقا۔ اس کے علاوہ کبھی اس کا اطلاق صنوبری شکل کے اس گوشت کے ٹکڑے پر بھی کرتے ہیں جو (سینہ انسانی میں) بائیں جانب واقع ہے اور عوام الناس میں "قلب" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا تعلق عالم خلق سے ہے اور حقیقت جامعہ کا اس مضغہ (گوشت کے ٹکڑے) کے ساتھ اشتراک جامع اس خاص وجہ سے ہے کہ وہ اس کا آشیانہ ہے اور اس طرح سے اس کا مسکن و ماویٰ بنا ہوا ہے کہ (دونوں میں) امتیاز مشکل ہو گیا ہے۔ بعض احکام میں یہ دونوں (یعنی عالم امر سے تعلق رکھنے والی حقیقت جامعہ قلب اور عالم خلق سے نسبت رکھنے والا قلب صنوبری) باہم اشتراک رکھتے ہیں۔ یاد حق کہ جس کے معنی ذکر ہیں، حقیقت جامعہ ہی کا خاصہ ہے۔ اسی کی بدولت مضغہ مذکور (یعنی قلب صنوبری) میں حرکت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں روح جو عالم امر میں سے ہے اور جو بے مانند و بینظیر ہونے کی صفت سے بہرہ مند ہے، بدن سے کچھ ایسی محبت اور عشق اس میں پیدا ہو گیا ہے کہ وہ خون کی گردش میں شامل ہو گئی، یہاں تک کہ ان دونوں میں علیحدگی متصور نہیں ہو سکتی۔ (روح) بدن کی کیفیت لذت سے محظوظ اور کیفیت تألم سے متألم ہوتی ہے۔ ان میں ایک ایسا اتحاد وجود میں آجاتا ہے کہ عقل و خیال اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ پس ذکر قلبی، جو اہل ابتداء کو حاصل ہے اور ہمیشہ انکی توجہ کا مورد رہتا ہے، اولاً ذکر حقیقت جامعہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد قلب صنوبری میں یہ پیدا اور ظاہر ہوتا ہے جس کے اثر سے (قلب

صنوبری) ذاکر اور متحرک ہو جاتا ہے۔ مختصراً یہ کہ ذکر ایک ہے، جو کمال لازمیت کے سبب سے دونوں (قلب صنوبری اور روح) سے منسوب ہے، اور بسبب کمال اتحاد جدائی یا علیحدگی کی اس نسبت (ذکر) میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک کا ذکر دوسرے سے منسوب ہوتا ہے، اور (اس نوع کے ذکر سے) ہر وقت حق سبحانہ وتعالیٰ کا قرب بندے کو حاصل رہتا ہے۔ جہاں تک معاملہ ہے روح اور قلب کا جو بیچونی (بے مانند یا بینظیر ہونے) کی کیفیت سے بہرہ یاب ہیں تو ان کو الگ الگ قرار دینے کی گنجائش موجود ہے۔ بزرگان سلف نے حقیقت روح کے بارے میں سوائے خاموشی اختیار کرنے کے اور چارہ کار نہیں دیکھا۔ روح نے اوج (بلندی) سے حضیض (نشیب) کی طرف رخ کر کے بدن عنصری سے تعلق پیدا کیا، اور اس طرح "بیچونی" (یعنی بے مانند و بے مثل ہونے) کے بے تعین مرتبے سے نکل کر عالم چون (یعنی عالم ہستی .... جس میں مانند و مثل کی کیفیت ہوا کرتی ہے) سے وابستگی پیدا کر لی۔ اس طرح وہ (روح) برزخیت (یعنی عالم بین دنیا و آخرت) سے باہر نکل آئی اور اس پیکر میں گرفتار ہو گئی۔ اس کے سبب اصلی وطن کی یاد اسے بھول گئی۔

اے بھائی، بن! روح انسانی جو ایک نہایت نفیس لطیفہ* ہے کمالات غیبی کا حامل تھا۔ اس پیکر مادّی کے ساتھ تعلق سے پہلے اس کی ترقی کی راہ مسدود تھی اور اس کا عروج رکا ہوا تھا۔ اپنے مرغوب مقام اور جانے پہچانے مسکن میں وطن بنائے ہوئے تھی، گویا وہ محبوس اور مقید تھی۔ لیکن اس لطیفہ پاک کی خلقت (سرشت) میں، عروج کی لیاقت اور صلاحیت نزول کے ساتھ مشروط کر کے اسے ودیعت فرما دی گئی۔ اس طرح ملک دنیا میں اس کی راہ صعود و نزول مقرر ہو گئی۔ قادر مطلق جل جلالہ کی حکمت کاملہ نے نظام قدرت کو اس طرح دیکھا (یعنی آراستہ با مصلحت کیا) کہ اس جوہر نورانی کو اس پیکر ظلمانی اور نفس امارہ کے ساتھ جوڑ دے۔ سبحان من جمع بین النور و الظلمتہ (پاک ہے وہ ذات جس نے باہم جمع فرما دیا نور اور ظلمت کو)۔ پس اس جوہر نورانی نے نفس (امارہ) کے ساتھ محبت، تعشق اور وابستگی پیدا کر لی۔ باوجود اس کے کہ حقیقت میں دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ حکیم مطلق جل سلطانہٗ نے ملک جسد (بدن) کا نظام قائم کرنے کیلئے اپنے کمال کرم سے ان دونوں ضدوں کے درمیان باہمی نسبت کے سبب سے ایسا اتحاد پیدا فرمایا کہ روح پوری طرح نفس امارہ سے گھل مل گئی اور اس میں محو ہو گئی۔ اپنے آپ کو بھول بیٹھی اور بارگاہ قدس کے قرب و جوار سے ہٹ کر دنیا کے زر و زینت پر فریفتہ ہو گئی اور (اس طرح) اپنے اندر اس نے نفس امارہ

---

* لطیفہ۔ اس کے لغوی معنی ہیں "کوئی چیز نیک و نازک" منتخب از (غیاث اللغات) یا "نکتہ نغز" (یعنی لطیف نکتے کی بات) (فرہنگ عمید)۔ اصطلاح تصوف میں سینہ عارف کے وہ مقامات جہاں پر ذکر کے ذریعے وہ انوار و فیوضات الٰہیہ وصول کرتا ہے۔ یہ لطائف سات ہیں۔ لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفیٰ، لطیفہ نفس اور لطیفہ قالبیہ (سلطان الاذکار)

www.mujaddidway.com

[illegible] فقد فاز فوزا عظيما [illegible]

[illegible]

[illegible] خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

www.mujaddidway.com

[illegible]

[illegible]

www.mujaddidway.com

فصل

آنحضرتؒ کی بلندی مرتبہ، بزرگی، کنیت، لقب اور نام کے بارے میں واضح رہے کہ آپ کا صحیح اور مشہور اسم مبارک شیخ عبدالقادر، کنیت ابو محمد، اور اس معدن علم وضیا مظہر کامل اسماء الٰہی کا لقب محی الدین ہے۔ ایک روز اس ستودہ صفات قطب کی مجلس میں جبکہ تمام اصحاب (مریدیں اور مسترشدین) حاضر تھے، ایک شخص کے دل میں آپ کے لقب "محی الدین" کی وجہ سے کچھ تردد پیدا ہوا کہ (یہ لقب) کیا ہے۔ اور کہاں سے ملا ہے؟ حضرتؒ نے کمال شفقت سے ان صاحب کا نام اپنی زبان مبارک سے لیا اور فرمایا "اے فلاں آپ کو معلوم ہو واقعہ یہ ہے کہ جب سیاحت سے لوٹ کر میں نے بغداد کا رخ کیا، اور جن اکابر کی خدمت میں میں رہ چکا تھا، ان کے بابرکت انفاس کا نتیجہ واثر میں اپنے اندر مشاہدہ کرنے میں مشغول تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص شیدا وشیفتہ، درماندہ وبینوا، نہایت نحیف وضعیف حالت میں پڑا ہوا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو لب کشا ہوا اور بولا "السلام علیک یا عبدالقادر" میں نے "وعلیک السلام" کہا اس نے حسن خلق اور لطف ومہربانی کا اظہار کیا۔ مجھ سے کہا "میرے نزدیک آؤ" میں نزدیک ہوا۔ اسے انتہائی خستہ حال اور ناتوان پایا۔ وہ بولا "مجھے بٹھاؤ" میں نے اسے اپنے پہلو میں لیا اور بٹھا دیا۔ اب میں نے اس کے وجود کو صحیح سالم اور اسکی صورت کو تر وتازہ پایا۔ میں نے پوچھا "تو کون ہے؟ میں تجھے نہیں پہچانتا۔ "اس نے کہا" میں دین ہوں۔ میں سخت افسردہ اور پژمردہ ہو گیا تھا۔ قادر ذوالجلال، حکیم پُر کمال (جل جلالہ) نے مجھے تیرے ذریعے سے زندہ کر دیا اَنت محی الدین یا عبدالقادر" (اے عبدالقادر تو دین کو زندہ کرنے والا ہے)۔ میں نے اس کو وہیں چھوڑا اور جامع مسجد میں آ گیا۔ دو رکعت نماز (نیاز) شکرانے کی نیت سے پڑھی۔ لوگ بہت زیادہ تعداد میں میرے گرد جمع ہو گئے۔ وہ میری عزت وتکریم کا اظہار کرنے لگے اور میرے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور کہتے جاتے تھے "یا محی الدین" اس واقعہ سے پہلے کبھی خلق نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔"

مخفی نہ رہے کہ (اولوالعزمی میں) ان اکابر کا معاملہ اور ان کے کمالات حد بیان سے باہر ہیں۔ یہ حضرات تا حد امکان سنت پاک اور شریعت مطہرہ کے موافق عمل کرنا لازم جانتے ہیں اس طریقہ کے طلاب (سالکین) میں سے بھی ہر ایک ریاضات اور مجاہدات میں عجب شان رکھتے ہیں۔ کمال ریاضت کیوجہ سے اسمائے عظام اور عالم غیب (کے بعض امور) میں (باذن اللہ) تصرف کے باعث وہ نادر احوال اور دلپذیر اقوال رکھتے ہیں۔ یہ مختصر اوراق ان کے مراتب کی تفصیل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ مختصر بیان پر اکتفا کیا ہے۔

فصل

کسی ہوش مند اور عاقل پر یہ امر پوشیدہ نہ رہے کہ شریعت کے تین اجزاء ہیں ____ علم، عمل اور اخلاص، جب تک یہ تین اجزاء متحقق نہیں ہونگے شریعت متحقق نہ ہو گی۔ جب یہ تینوں حد کمال تک پہنچ جائیں گے رضائے حق حاصل ہو جائے گی۔ اہل بصیرت جانتے ہیں کہ رضائے حق ہی تمام سعادتوں پر فوقیت رکھتی ہے

تمام کمالات واحوال اتباع شریعت مطہرہ کے بغیر خبط وجنون کے سوا کچھ نہیں۔ کوئی مطلب یا مدعا ایسا نہیں ہو سکتا کہ شریعت کی حد سے باہر قدم رکھنے کی جس میں ضرورت پیش آئے۔ صوفیاء کے وہ گروہ جو "طریقت" اور "حقیقت" میں ممتاز ہوئے ہیں، ان دونوں منزلوں کو خادم شریعت (متبع شریعت) بنا کر تعمیل وتکمیل جزو سوم جو اخلاص ہے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ پس دونوں (شریعت وحقیقت) کی تحصیل کا مقصد جیسا کہ معلوم ہو چکا، تکمیل شریعت ہی ہے نہ کہ کوئی دوسرا امر جس میں کوئی ذاتی غرض یا مطلب شامل ہو۔ احوال ومواجید معارف، حقائق، کمالات اور علوم صوفیہ اثنائے راہ میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں نہ ہی اغراض ہیں اور نہ ہی مقاصدِ خاص بل اوهام وخيالات تربى بها اطفال الطريقه (بلکہ یہ اوہام اور خیالات ہیں جو اطفال طریقت (نوواردانِ طریقت) کی تربیت کیلئے ہوتے ہیں)، لیکن مقصود بالذات نہیں ہیں۔ طالب کو چاہیے کہ ان سب چیزوں سے بے رغبت ہو کر اور الگ ہو کر مقام رضا تک پہنچے کہ سلوک میں مرتبہ کمال یہی ہے۔ رضا ہی وہ مقام ہے جو معاملات سلوک اور جذبہ کی انتہا ہے۔ اس مطلب کو پانے کیلئے جو تشریح اس کے لائق تھی وہ مذکور ہو چکی ہے۔ معلوم رہے کہ سالکین کے سلوک میں حفظِ مراتب ایک خاص مقام ہے اور اس مقام کی نسبت کا مستلزم سوائے اخلاص کے اور کوئی چیز نہیں۔ طئی منازلِ طریقت وحقیقت اور احوال مرتبہ سے اصل مقصود تحصیلِ اخلاص ہی ہے۔ پس لطفِ حق سبحانہ وتعالیٰ تجلیات سہ گانہ اور مشاہدات عارفانہ (کے سفر) میں ہزاروں میں سے جس ایک کو قابل بناتا ہے اسے اخلاص ہی کی بدولت قابل بنا کر مقام رضا تک پہنچاتا ہے اور قیودات وموانع (بندشوں اور پابندیوں) سے خلاصی عطا فرما دیتا ہے۔ بعض کوتاہ اندیش احوال ومواجید اور مشاہدات وتجلیات کو مقاصد قرار دیتے ہیں۔ وہ وہم وخیال میں گرفتار ہو کر رہ جاتے ہیں اور کمالات شریعت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلاشبہ مقام اخلاق کو حاصل کرنا اور مرتبہ رضا تک پہنچنا، جیسا کہ اس جماعت (نقشبندیہ) کا اصول وطریق ہے، مشاہدات وتجلیات اور احوال کی منازل طے کرنے اور ان (امور سے متعلق) علوم ومعارف کی تحقیق سے وابستہ ہے۔ یہ سب چیزیں حصولِ یقین اور (اس راہ میں) مطلوب آمادگی وتیاری کا ذریعہ اور سبب ہیں، اور ان سب کی حقیقت اربابِ بصیرت پر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اس کے باوجود صراط مستقیم کے سالک یہ نکتہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ اصل کام کا مدار قلب پر ہے۔ فقط ظاہری اور صوری اعمال سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ عباداتِ رسمی سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، اگر دل اُس (ذاتِ حق) کے غیر میں گرفتار ہو تو اس سے اصلاح کی امید نہ رکھو، وہ خراب اور ابتر ہے۔ وہ اعمال صالحہ کہ جن کا تعلق بدن سے ہے

www.mujaddidway.com

فصل

آنحضرت [illegible] کی کیفیت لقب اسلام کے بارے میں [illegible] ہے کہ آپ کا [illegible] اور مشہور

[illegible] شیخ عبدالقادر [illegible] علم [illegible] کمال [illegible] کا لقب محی الدین ہے۔ ایک روز اس [illegible]

[illegible] ایک شخص [illegible] آپ کے لقب "محی

الدین" کی وجہ [illegible] حضرت نے [illegible] کمال [illegible] سے ان صاحب

[illegible] جب سیاحت سے واپس [illegible] میں نے [illegible]

[illegible] میں اپنے [illegible] کرنے میں

[illegible] ایک شخص [illegible] نہایت کمزور [illegible] حالت میں پڑا ہوا ہے

[illegible] "السلام علیک یا عبدالقادر" میں نے "وعلیکم السلام" کہا اس نے [illegible] اور

[illegible] اٹھا کر بٹھایا [illegible] اس کا جسم [illegible] تندرست ہو گیا

[illegible] اب میں نے [illegible] صورت [illegible] ہو گیا

[illegible] کون ہے [illegible] مجھے نہیں پہچانا [illegible] میں دین ہوں [illegible] ہو گیا تھا

[illegible] اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے ذریعہ سے زندہ کر دیا آپ محی الدین ہیں [illegible] عبدالقادر

[illegible] جامع مسجد میں آیا [illegible] پاؤں

[illegible] محی الدین کہہ کر [illegible] پکارنے لگے [illegible]

[illegible] مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا

[illegible] کمالات [illegible] بیان سے باہر ہیں۔ یہ حضرات [illegible]

[illegible] اس طریقہ کے اکابر [illegible] ہر ایک [illegible]

[illegible] (کے بعض امور) میں (باذن اللہ)

[illegible] کمالات [illegible] تحصیل [illegible] ہو سکے۔

[illegible] کیا گیا ہے۔

فصل

کوئی شخص [illegible] بات پوشیدہ نہیں ہے کہ شریعت کے تین اجزاء ہیں ___ علم، عمل

اور اخلاص، جب تک یہ تینوں اجزاء متحقق نہ ہوں گے شریعت متحقق نہ ہوگی۔ جب یہ تینوں حد کمال تک پہنچ جائیں

گے [illegible] رضائے الٰہی [illegible] حاصل ہو جائے گی [illegible] سعادتوں پر فوقیت رکھتی ہے

ان کمالات و احوال اتباع شریعت مطہرہ کے بغیر [illegible] کوئی مطلب [illegible]

کہ شریعت کی حد سے باہر قدم رکھے [illegible] صوفیاء کے [illegible] "طریقت" اور

"حقیقت" میں امتیاز ہوتے ہیں ان دونوں [illegible] شریعت (یعنی شریعت) کی تکمیل [illegible]

اخلاص ہے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں [illegible] دونوں (طریقت و حقیقت) کی تحصیل کا مقصد جیسا کہ [illegible]

تکمیل شریعت ہی ہے نہ کہ کوئی دوسرا امر جس میں کوئی ذاتی غرض یا مطلب شامل ہو۔ احوال و مواجید، معارف

حقائق کمالات اور علوم صوفیا [illegible] راہ میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں [illegible]

مقاصد خاص ہیں بل اوهام وخيالات ترقى بها اطفال الطريقة (بلکہ یہ اوہام اور خیالات ہیں

جو اطفال طریقت (نو واردان طریقت) کی تربیت کیلئے ہوتے ہیں) لیکن مقصود بالذات نہیں ہیں۔ طالب

کو چاہیے کہ ان سب چیزوں سے بے رغبت ہو کر اور الگ ہو کر مقام رضا تک پہنچے کہ سلوک میں مرتبہ کمال یہی

ہے۔ رضا ہی وہ مقام ہے جو مقامات سلوک اور جذبہ کی انتہا ہے۔ اس مطلب کو پانے کیلئے [illegible] ان کے

لائق ہی وہ [illegible] ہے۔ معلوم ہے کہ سالکین کے سلوک میں [illegible] ایک خاص مقام [illegible] مقام

کی نسبت کا [illegible] سوائے اخلاص کے اور کوئی چیز نہیں۔ یہی منازل طریقت و حقیقت اور احوال مرتبہ [illegible] اصل

مقصود تحصیل اخلاص ہی ہے۔ [illegible] تجلیات [illegible] مشاہدات عارفانہ (کے حق) میں

[illegible] میں سے کسی ایک کو قابل [illegible] اخلاص ہی کی بدولت قابل ہو کر مقام رضا تک پہنچا جا

[illegible] (بندشوں اور پابندیوں) سے خلاصی عطا فرما دیتا ہے۔ بعض کوتاہ اندیش احوال و مواجید اور

[illegible] تجلیات کو مقاصد قرار دیتے ہیں [illegible] وہم و خیال میں گرفتار ہو کر رہ جاتے ہیں اور کمالات شریعت سے

محروم ہو جاتے ہیں [illegible] مقام اخلاص کو حاصل کرنا اور مرتبہ رضا تک پہنچنا [illegible] اس جماعت (نقشبندیہ)

کا اصول و طریقہ [illegible] مشاہدات و تجلیات اور احوال کی منازل طے کرنے اور ان (امور سے متعلق) علوم و

معارف کی تحقیق سے [illegible] یہ سب چیزیں حصول یقین اور (اس راہ میں) مطلب آمادگی و تیاری کا

ذریعہ اور سبب ہیں اور ان سب کی حقیقت [illegible] آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اس کے باوجود

صراط مستقیم کے سالک [illegible] بیان فرماتے ہیں کہ اصل کام کا مدار قلب پر ہے [illegible] ظاہری اور صوری اعمال

سے کوئی فائدہ نہیں ہے [illegible] عبادات [illegible] دل [illegible] (ذات حق) کے غیر میں گرفتار ہو تو اس

سے اصلاح کی امید نہ رکھو [illegible] وہ اعمال صالحہ کہ جن کا تعلق [illegible] سے ہے

www.mujaddidway.com

اور عقلاء کے نزدیک خارج از بحث اور ساقط از مطلب ہے۔ کسی کے دل میں نہیں آتا اور نہ ہی کوئی کہتا ہے کہ اثبات نہ کرنے کو لازمِ نفی سمجھو، بعینہٖ اسی طرح توحیدِ وجودی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عدمِ اثبات سے نفی لازم نہیں آتی اور ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ (سالک) مقامِ حیرت میں ہوتا ہے۔ احکام کلیتاً اس سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور ''سبحانی'' کہنے میں بدرجہ اکمل واتم حق ہی کو پاک قرار دینا مقصود ہے نہ کہ اپنے آپ کو پاک کہنا مراد ہے۔ وہ آپ تو اپنی نظر میں مرتفع ہو چکا ہوتا ہے (یعنی اپنے آپ کو تو دیکھ ہی نہیں رہا ہوتا)۔ اس بنا پر اس پر کیا حکم لگایا جائے گا۔؟ اے عزیز اس قسم کے اقوال عین الیقین کے مقام میں 'جو سلوک کے مقامات میں سے ایک ہے' بعض نے کہے ہیں۔ لیکن جب وہ اس مقام کو طے کر لیتے ہیں تو حقیقتِ امر کو روشن اور واضح طور پر سمجھنے کیلئے منزل حق الیقین تک رسائی پاتے ہیں، اور (سابقہ) مقامِ حرکت دیا س میں کہے ہوئے ان کلمات سے سکوت اختیار فرماتے ہیں اور حدِ اعتدال سے تجاوز نہیں فرماتے۔

اس زمانے میں بہت سے مقلدوں نے اس توحیدِ وجودی کے مشرب کو اختیار کر لیا ہے اور بس اسی کو ہی وہ کمال سمجھتے ہیں (کمال بجز اس کے وہ اور کچھ نہیں جانتے)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ ایک وجود ہے۔ لیکن نہیں جانتے کہ عین کی بجائے علم پر ہی قانع ہو گئے ہیں (حالانکہ منزلِ ترقی ابھی اور بھی باقی ہے) انہوں نے مشائخِ عظامؒ کے اقوال رٹ ★ لئے ہیں اور انکو اپنے تخیلاتی معانی دیکر اپنے مندے (بے رونق) بازار میں رائج کر دیا ہے۔ اور ان (معانی محرف) کو اپنا مقتدا اور راہنما بنا لیا ہے۔

اے عزیز! یہ جان لے کہ توحیدِ وجودی کے آشکار اور ظہور پذیر ہونے کا مفہوم یا اثر جماعت (اہلِ حق) کے نزدیک توحید کے اثبات پر کثرت سے مداومت (لگاتار ذکر و فکر) کرنا ہے۔ کیونکہ ماسواء کی نفی اسی کا لازمہ ہے اور یہ بات کلمہ طیبہ کے اس معنی کے تعلق سے ہے جو لا موجود الا اللہ میں مضمر ہے۔ پس اسی (بیان کردہ) معانی کی کثرتِ تخیل (یعنی کثرتِ استحضار و ذکر و فکر سے سلطان خیال (''سلطان الاذکار'' یعنی لطیفہ قالبیہ) پر غلبہ و استیلاء کی بدولت نقش (اللہ) ثبت ہو جاتا ہے۔ اس مقام اور اس مرتبہ توحید کا حامل (سالک) ان (محولہ بالا) اربابِ احوال میں سے نہیں ہوتا، کیونکہ اربابِ احوال (دراصل) اربابِ قلوب ہیں (جو قلب کی شکل میں مضغہ گوشت تو رکھتے ہیں لیکن قلب کی ''حقیقتِ جامعہ'' کے مفہوم کا ادراک نہیں رکھتے)۔ انہوں نے مقامِ قلب کو مسخر نہیں کیا ہوتا اور سوائے قلب (مضغہ گوشت) کے اور کچھ نہیں رکھتے (علاوہ ازیں) علم بھی ان کے پاس زیادہ نہیں ہوتا۔ لیکن (یاد رہے کہ) ان احوال کی نسبت سے علم کے درجات ہیں۔ (اس

★ حرف درویشاں بدزدد مرد دوں
تا بخواند بر سلیمی زاں فسوں
(مولویؒ)

معاملے میں) بعض کو بعض پر فوقیت حاصل ہے۔ ان میں سے ایک جماعت کا توحیدِ وجودی پر یقین انجذاب (جذب) اور محبتِ قلبی کے اثر سے ہے۔ جب یہ کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ معنی توحید کے تخیل (تصور) سے خالی اذکار و مراقبات کی مداومت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ سعی و کوشش سے یا پھر فقط عنایت (ایزدی) سے مقامِ قلب (حقیقتِ قلب) کی اطلاع پیدا کر لیتے ہیں۔ اور کوئی جذب ان کو نصیب ہو جاتا ہے۔ اگر ان پر جمال وجودی ظاہر ہو جائے تو محبتِ محبوب کے کمال استیلاء (شدید غلبہ) کے سبب جو اس کے قلب میں پیدا ہو گا، سوائے محبوب کے اس کی نظر میں اور اسکے دل میں اور کوئی موجود نہیں ہو گا۔ یعنی (بالفاظ دیگر) وہ سوائے محبوب کے اور کچھ بھی موجود نہیں سمجھتا۔ پس ضروری ہے کہ اس توحید اور حال کو جو وہم و خیال کی علت سے پاک ہے احوال (سالکین) میں سے سمجھیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصّلحٰت

مترجم
احمد سعید انصاری
بی اے (آنرز)، ایم اے (فارسی)
سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج کوٹ اڈو
(ریٹائرڈ) ایسوسی ایٹ پروفیسر و سابق صدر شعبہ فارسی
گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان

ملتان 25 دسمبر 2002

www.mujaddidway.com

رب یسّر وتمم بالخیر

مجمع البحرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا اے آنکہ داری مہر روے — بیا بشنو ز جاناں گفت گوے
کلامے چند از عین معانی — نشانہا از اسرار نہانی
حدیث دلبران چون قامت یار — بدل نزدیک دور از فہم اغیار

اما بعد۔ بر نقشبندان طریق تحقیق و جریدہ روان بادیۂ تفرید و دلدادگان
سلسلۂ محبت و آزادگان از قید دنیا و آخرت مستور نماند کہ چون این فقیر یعنی
احقر العباد الی اللہ الواحد الاحد پائندہ محمد ثبتہ اللہ علی نہج الصدق والیقین
فی العمل والاعتقاد فی الدین در سلک ارادہ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ ارواحہم
داخل شد و کسب فیوض و برکات اول از اکابر این سلسلۂ علیا الطیب کرد و
ثانیاً از خدمت زبدۃ العارفین و قطب المحققین میان محمد معصوم اخذ نمودہ ایشان
از کمال مہربانی فرمودند کہ طلاب را در طریقہ نقشبندیہ و قادریہ مشغول خواہی ساخت۔
اگرچہ این ناتوان بجز عصیان احوال خود چیزے دیگر نمی داند اما بحکم ایشان بمضمون
ما علی الرسول الا البلاغ طلاب این دو طریقہ را بعد از استخارہ مشغول ساختم۔
و اکثر ایشان طلب شجرہ نقشبندیہ و قادریہ می کردند۔ اگرچہ در کتب ایشان

شجرہ نظم و نثر مشہور و معروف بود خواستم کہ طرز جدید از قوت بفعل آید۔ بخاطر رسید
کہ فقرہ چندے نوشتہ شود از ارکان سلوک و معارف قطب ربانی مجدد الف ثانی
و سبب ترکیب این سلسلۂ عالیہ بنسبت نقشبندیہ و قادریہ باین طریق کہ از اخذ
حروف از اوائل سطور از جانب یمین اسامی اکابر نقشبندیہ بر آید و از اواخر سطور
از جانب یسار اسامی اکابر قادریہ حاصل شود۔ چون رشتہ با فضل کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم رسد ابیات چند موزون کردہ شود باین طریق کہ این مصرع فی النعت مصرع

شاہ شاہاں محمد عربی ست

از چہار جانب آن مثنوی یعنی از اول و آخر ہر مصرع باعتبار اخذ حروف ظاہر شود
و بدان ختم گردد۔ بعد از استخارہ و اجازت ارواح طیبہ شروع در آں کردہ شد
و مسمّی گردید بمجمع البحرین۔

لہٰذا امیدوار از مکارم اخلاق مطالعہ کنندگان صاحب دل آنکہ چون این
ضعیف بعجز معترف ہست و بقصور متصف، اگر بر محل خلل و موضع زلل مطلع شوند،
باید کہ در اصلاح آن کوشند و بذیل عفو پوشند۔ و از صورت عیب جوئی و سیرت
بدگوئی اجتناب کردہ ہر حرفے بمصرفے شایستہ صرف نمایند۔ اللہ الہادی الی
التحقیق و ہو ولی التوفیق۔

www.mujaddidiway.com

بسم الله الرحمن الرحیم

شکر و حمد مر خدای را که عقل کل و ادراک تام از درک کنه حقیقت ذاتش
جز حیرت و نادانی بهره ندارد. و صلوة بیحد بر آن مظهر اتم صلی الله علیه وسلم که خاک پایش تاج
رهروان بادیه تحقیق شود جا داد. اما بعد این چند فقره ایست در
هدایت طلب و راغب ساختن ایشان بصراط المستقیم که شاه راه
طریق تحقیق است و نکات چند احوال و اقوال و اسرار هادیان صراط
یقین بخصوص اکابر نقشبندیه و قادریه کثر الله اتباعهم که هر یک هادی
بمقصود اند. اللهم زدهم فی الدنیا و احشرنا معهم فی العقبی. بدان ای طالب
هوشمند که عمل این اکابر بعزیمت است و دور بودن از بدعت ممنوعه

نقشبند اند ولے بند بر نقش نهند   نوشند از جام معیت می صاف مطلق

قدس الله اسرارهم. بدانکه طریقه حضرات خواجگان اقرب طریق موصله است با
شان ایشان دیگرے را چه قدرت برابری است نهایت دیگران در بدایت خود.

بدانند و ببینند و نسبت ایشان فوق همه نسبتها است و نزد این اکابر
تاخ عمل به عزیمت است. و عمل به عزیمت را مهما امکن از دست نمی
دهند. احوال و مواجید را تابع احکام شریعت و سنت سنیه مصطفویه
یافته اند و اذواق و معارف را خادم علوم شرعیه احکام او دانسته تمام
همت مصروف علوم دینی گردانیده و احکام تمام شرعیه را برائے
معامله سلوک قوی قرار داده اند. و تجلی ذاتی که دیگران را
یکان وقت کالبرق است ایشان را دائمی است چون فهم هر کس به مذاق این
اکابر نرسد نزدیک است که قاصران بعضے طریق و جهله یاران از کمال این مخادیم
نهایت انکار نمایند. بدان ای عزیز که نسبت این بزرگواران چون صبح
منور است ابتدائے سیر از عالم امر اختیار کرده اند و درین سیر قطع عالم
حضرات خمس نموده سلوک را نهایت رسانیده توجه به کمالات نمایند
مقصود را از سلوک و کمالات در او اوراء دانسته منبع
جود و دانش خودی نمایند. فصل. در آنچه از ارکان سلوک طالب
نقشبندیه را لازم است بخصوص طریقه قطب ربانی مجدد الف ثانی
قدس سره السبحانی میان شیخ احمد فاروقی نور الله مرقده ترجیح نموده اند
شمه از آن به بیان آورده می شود. بدانکه درین طریقه علیه طالبان حق را
باسم ذات و توجه قلبی ابتدا مشغول می سازند و جز بدوام توجه اشتغال
نمی نمایند. بنابران که جذبه درین طریقه علیه نسبت باسم ذات معلا
دارد و سلوک نسبت به نفی و اثبات مقرر قوم است نزد اکابر مشهور که جذبه

www.mujaddidway.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و حمد مر خدائی را کہ عقل کل و ادراک تام از درک کنہ حقیقت ذاتش
جزئیت و نادانی بہرہ ندارد۔ وصلوٰۃ بے حد بر آن سرور ﷺ کہ خاک پایش تاج
رہروان بادیۂ تحقیق شود جاوداں۔ اما بعد این چند فقرہ ایست در
ہدایت طلب و راغب ساختن ایشان بصراط المستقیم کہ شاہراہ
طریق تحقیق است و نکات چند احوال و اقوال و اسرار ہادیان صراط
یقین بخصوص اکابر نقشبندیہ و قادریہ کثر اللہ اتباعہم کہ ہر یک ہادی
مقصود اند۔ اللّٰھم زدھم فی الدنیا واحشرنا معھم فی العقبیٰ۔ بدان اے عاقل
ہوشمند کہ عمل این اکابر بر عزیمت است و دور بودن از بدعت ممنوعہ
نقشبندانند و لے بند بر نقش نہند ونوشند از جام عقیدۂ صوفیانِ مطلق
قدس اللہ اسرارہم۔ بدانکہ طریقۂ حضرات خواجگان اقرب طرق وصول است با
شان ایشان دیگرے را چہ قدرت بلکہ نہایت ہمت دیگران در بدایت خود.

بدانند و ببینند و نسبت ایشان فوق ہمہ نسبتہا است و نزد این اکابر
نافع عمل بہ عزیمت است۔ و عمل بہ عزیمت را مہما امکن از دست نمی
دہند۔ احوال و مواجید را تابع احکام شریعت و سنت سنیۂ مصطفویہ
یافتہ اند و اذواق و معارف را خادم علوم شرعیہ و احکام او دانستہ تمام
ہمت مصروف علوم دینی گردانیدہ و احکام تمام شرعیہ را برائے
معاملہ سلوک قوی قرار دادہ اند۔ و تجلی ذاتی کہ دیگران را
یکان وقتے کالبرق است ایشان را دائمی است چون فہم ہر کس بہ مذاق این
اکابر نرسد نزدیک است کہ قاصران بعضے طریق و جہلاء از کمال این مخادیم
نہایت انکار نمایند۔ بدان اے عزیز کہ نسبت این بزرگواران چون صبح
منور است ابتدائے سیر از عالم امر اختیار کردہ اند و درین سیر قطع عالم
حضرات خمس نمودہ سلوک را بنہایت رسانیدہ توجہ بہ کمالات نمایند
مقصود را از سلوک و کمالات وراء الوراء دانستہ منع
دید و دانش خود می نمایند۔ فصل۔ در آنچہ از ارکان سلوک طالب
نقشبندیہ را لازم است بخصوص طریقہ قطب ربانی مجدد الف ثانی
قدس سرہ اعنی میان شیخ احمد فاروقی نور اللہ مرقدہ وضع نمودہ اند
شمہ از آن بہ بیان آوردہ می شود۔ بدانکہ درین طریقۂ علیہ طالبان حق را
باسم ذات و توجہ قلبی ابتداء مشغول می سازند و جز بدوام توجہ اشتغال
نمی نمایند۔ بنابران کہ جذبہ درین طریقۂ علیہ نسبت باسم ذات تعلق
دارد و سلوک نسبت بہ نفی و اثبات مقرر قوم است نزد اکابر مشہور کہ جذبہ

www.mujaddidway.com

مقدم بر سلوک است. پس نسبت این اکابر که فوق همه نسبتها است مقدم
حکمی نسبت که اصطلاحات این طریقه علیا سیر در وطن تفتیش
این است که عبارت از سیر انفسی است که آن را جذبه گویند ابتدا معامله
و اوائل این بزرگواران است. و سیر آفاقی که سلوک عبارت از او است
رقم توان زد در ضمن این سیر قطع می نمایند. و اکابر سلاسل دیگر
برای مطلب شروع از سیر آفاقی می نمایند و در آن ترقی طلاب
می دانند و در انتها نفی می کنند. و ایشان کمال در سیر انفسی و لطائف تمام
یافته اند. سیر آفاقی مطلوب را بیرون از خود جستن است و در اصطلاح
این سیر انفسی در خود دیدن و در خود گردیدن است. خلوت در انجمن را
نادر الارکان گویند. و اکابر ما تقدم قدس الله اسرارهم در تحقیق این بیان
خجسته دارند. یعنی در انجمن که محل تفرقه است پاس نسبت را اصلاح
وقت دانسته از راه باطن با مطلوب خلوت دارند. بالغرض
اگر نسیان شود بمضمون واذکر ربک اذا نسیت متنبه و مستغفر شده بطلوع
جمعیت باطن سعی بلیغ نمایند. اگرچه در ابتدا نگاهداشت این نسبت
همگی به تکلیف است اما در انتها بی تکلف دست می دهد و ملکه می گردد. نظر بر قدم
مناسب حال مبتدی نزد متقدمین و متاخرین عبارت از این است که در وقت مشی
یک رو شده نظر بر قدم دوخته شود تا به محسوسات متلونه دنیا
از حق غافل نشود و پراگنده دل نگردد. زیرا که در ابتدا دل طالب سکون
ندارد. این قدر وقت که خطره مانع توجه او نشود و موجب تفرقه نگردد و این قدم

مقرر است که پریشانی نظر و دل از تفرقه کند. چون دوام در اصطلاح
حق بینان عبارت از آن است که دل عرش نکس باید بود تا بغفلت نیاید همه دم
متوجه باشد که ارباب تحقیق چنین مقرر و مشخص کرده اند و فرموده اند
دل از دشمن که غفلت است باز دارد و دوست که عبارت از حضور دوام
مر ترا حاصل است. ای عزیز بعد از ضبط این ارکان شود جامع
علم حضوری نصیب مبین سالک گردد. چهار اعمال مراقبات اطوار خاص
صبح و شام خواهد شد که این اوقات از برای مراقبه محاسبه و اقسام او
وضع کرده اند. بدانکه مراقبه مشتق از ترقب یعنی انتظار است و کیما اقسام
مراقبه اول مناسب حال مبتدی تعلیم تعالیه ان الله عز و جل ناظر الیه دائم
ملازم بهذا العلم فهو مراقب. یعنی قلب عالم باشد به دوام اطلاع حق تعالی
یقیناً بر دو علم حضور او چون این نوع مراقبه را نصیب مبین خود سازد تا
آنکه سالک در تصرف این مراقبه آید گویا او ملکه شود و سالک. آن زمان
نقش ما سوا از نظر دل محو و متلاشی شود. بلکه جمیع لطائف باطن نقوش
شک از خود دور حک کند. این تصرف بهره ذره از ذرات وجود ظاهری
یا باطنی یابند و سریان آن در جمیع قوی فهمند. بعد از آن طالب را خ
خبر دار این کار دیده از انکار بر آمده لازم قسم دیگر از مراقبه شود تا
آنکه از علم به مبین آید. مراقبه ثانی که مناسب حال متوسطان است مصلح
حال خود پسند یعنی از تعلق غلبه محبت و کمال کشش صفت علم
متوجه مبین شود و از جزئی بکلی گراید از مجاز بحقیقت از صورت بمعنی شتابد

www.mujaddidiway.com

در ظاهر و باطن بلکه در جمیع ذرات وجود این نسبت ساری می‌گردد و کوشش
مداومت مراقبهٔ ثالث که مخصوص خواص است نماید یعنی به نسبت سراپا
حضور که مرتبهٔ حق الیقین است مشرف شود و بحضور ذاتی که دران غرشانی
مدام خود را محو حاضر است عروج کند و کوشش جهت رابطهٔ حقانی و مستهلک
دران موطن به بیند صاحب قلب اتم شده این علم و آن ذوق دیگر پیدا می‌گردد
بلاقید و بی اے برادر من تا عیان نگری دو سے دو دست در یمجا
اهل این حال راست. المراقبة جلوس الموحد بحضور الله و وجود چاپه و دش
قلب و وجه اشتراک از حقیقت جامعهٔ انسانی مخفی نماند که بر قلب را
یک مرتبه اطلاق به حقیقت جامعهٔ قلبیه نمایند که او از عالم امر پیدا گشته
خاصهٔ اوست ذکر و التذاذ و شکر و استهلاک و فنا و بقا
دیگر به وجه صوری که در آن خاصیت جانب چپ مشهور است قلب بمعنی اخص
اطلاق کنند که از عالم خلق است و حقیقت جامعه را باین مضغه اشتراک
بایں وجه خاص است که آشیانهٔ اوست و مسکن و مأوای آن چنان
گشته که گویا از نیاز محو شده و بعضے احکام شرکت بهم دارند
یاد حق که ذکر عبارت از اوست خاصهٔ حقیقت جامعه است حرکت مضغه بود
آورده چنانچه روح که از عالم امر است و بعضے از بیچونی دارد چنانش
محبت و عشق به بدن که تمام خلافات پیدا شده و از آن گشته گویا
که انفکاک متصور نیست بلذات بدن مشغول شده و به عالم اوست الم گردیده
و سعی انکار در میان شان کار تنگ گشته که عقل و خیال از ادراک

ہائے خود باز می گشته اند پس ذکر قلبی که اهل ابتدا را حاصل است مدام
متوجه آن اند آن ذکر حقیقت جامعه است اولاً بعد از آن بقلب صنوبری
ظاهر می‌شود و ذاکر و متحرک می‌گردد و بالجمله یک ذکر است و از کمال
لازمیت منسوب به هر دو است و بجهت کمال اتحاد که انفکاک گنجایش
آن نسبت نه دارد ذکر یکے منسوب بدیگرے شده هرگاه بنده را
نصیب قرب با حق تعالی حاصل می‌شود. و اگر روح و قلب را که بهره
از بیچونی دارند این معامله در میان آید گنجایش دارد لکن بر ملت
در حقیقت روح بجز سکوت چاره نمی‌بینند چون روح از اوج تخفیف
رو آورده و تعلق به بدن عنصری پیدا کرده و از مرتبهٔ بے تعینی بیچونی
وابسته بعالم چون گردیده گویا از برزخیت بر آمده بسبب گرفتاری این تنگی
یاد وطن اصلی از یادش رفته. اے برادر شنو روح انسانی که لطیفه ایست نفیس
شامل کمالات غیب بود پیش از تعلق با این هیکل هیولانی راه ترقی
مراو را مسدود بود و عروج او موقوف در مقام ما وقف و سکنی معلوم بود
و حال داشت گویا محبوس و مقید بود. لیکن در نهاد آن لطیفهٔ پاک
لیاقت و استعداد عروج بشرهٔ نزول ودیعت نهاده بودند
او را از این راه می‌رفت بر ملک مقرر گشته بود. حکمت قادر توانا
نظام قدرت بران دید که آن جوهر نورانی را با این هیکل ظلمانی و نفس
اماره جمع سازد. سبحان من جمع بین النور و الظلمة. پس آن جوهر نورانی
محبت و تعشق و گرفتاری با نفس پیدا کرده و با آنکه هر دو فی الحقیقت ضد یکدیگر اند

حکیم مطلق جلّ سلطانه از برای نظام ملک جسد از کمال کرم خویش
میان این دو ضد بنوعی اتحاد پیدا کرد و بسبب نسبت حبّی روح بتمام
در نفس اماره محو و متلاشی گردید و خود را فراموش کرد و از قرب جوار قدس
زخرف دنیا او را فریفته ساخت۔ و در خود صفت نفس اماره پیدا
آورد۔ و این لطائف دیگر هست نهایت استعداد و غایت کمال
همت روح که هرچه رو می آرد حکم او می گیرد و تمام او می شود و او می گردد
در وصف از خود باقی نمی ماند۔ الله تعالی از کمال مهربانی و بنده نوازی
خیل انبیاء را علیهم الصلوة والسلام مبعوث ساخت و او را بتوسل بیان
واقف احوال ما سبق ساخت و بوجود دعوت فرمود و بمخالفت نفس
امر نمود۔ فمن تبع المهتدی فقد فاز فوزا عظیما۔ بهدایت انسان سابقهٔ ازلی
جمعی را رهنمونی کرد۔ و من اختار الحلول فی الارض فقد ضل ضلالا بعیدا
هر کرا عنایت ازلی راه نمود یا از دام این هوش و دست در فتراک
عالی همتان زده نجات ابدی یافت۔ بدانکه چون نفس تائب شود و جای خود
بگذارد و از زمین معصیت و فساد و انانیت و عناد بتمام هجرت نما
ید و بجوار صلحا که لطائف عالم امر است اختیار نماید یا بمرتبه و بجای
دعوت او رسد که لطائف عالم امر سند سلطنت عالم جسد مقرر
او گردانند بمصداق خیارکم فی الجاهلیة خیارکم فی الاسلام صلاح
لطائف و فساد آنها وابسته باو باشد و حکم او بر همه جاری آن هنگام
لطف حق تعالی دائما اوقات دستگیری او کند و اخلاق حسنه او را

از اوصاف و همه نگاه دارد و جمیع حواس را بحق دعوت فرماید آن
هستی خود را عین نیستی بیند سبب نسبتین شریفین و باعث پرورش
مریدان در طریقه قادریه بدانکه چون حضرت مجدد را کمالات نقشبندیه بطریق اتم
و اکمل حاصل شد روزی با طالبان حق نشسته بودند و انفاس
لطیف ایشان بحقائق و معارف جاری بود ناگاه شخصی ظاهر شد خرقه را
آورده برو پیش حضرت ایشان انداخت۔ ایشان گفتند ای خجسته خصال
نام چه داری و از کجا می رسی و این خرقه کیست او گفت که مرا می بینید
از اولاد شاه کمال ام که ایشان از اولاد حضرت شاه عبد القادر گیلانی اند
بهم اسرار سبحانی است و بکثرت خوارق مشهور مکرر از جد ایشان بشارت یافتم که العرفان
عجب از تو که تا حال خرقه مرا بخدمت ایشان نرسانیده که وجود من از همراهی
قریب بود که متلاشی شود۔ با آنکه این خرقه را عزیز می داشتم الا لاجل رای
وفا امر بخدمت شما آوردم۔ حضرت ایشان چون آن عزیز را شناختند
بجا صحیح تمام معانقه نمودند و اکرام کردند و بتمام همت خشوع و خضوع
شکر الهی تمام بجا آورده متوجه خلوت شدند و از کمال سرور و شوق
از دل و جان متوجه ارواح طیبه عزیزان شدند بعد از مدتی بر آمده بیکی
هم نشینان خود فرمودند که بعد از پوشیدن این خرقه متبرکه شاه کمال
با در نسبتی روداد و عجب معامله ظاهر شد حضرت غوث الاعظم شیخ الجن و الانس
قطب ربانی میران محی الدین قدس سره با خلفای کبار خود به صحبت سامی گرامی
شاه کمال حاضر شدند حضرت غوث باقی دل مرا از نسبت‌های خاصه خود

www.mujaddidway.com

بہرہ ور گردانیدہ با نوار و اسرارِ خاص منور کرد و شاداب
نمود. من غرقۂ لجۂ آن انوار و احوال گشتم و در غواصیِ آن دریا بودم ناگاہ
در دلم گذشت کہ تو بر بادِ اکابرِ نقشبندیہ بودی پرورد، نسبتِ آنہا چرا
مستہلک این نسبت شدہ بمجرد این خیرہ دیدم مشائخِ سلسلۂ خواجہا
یک مرتبہ ظاہر شدند و خواجہ باقی باللہ خواجہ عبد الخالق در کمال
رفعت و بزرگی مرا در میان گرفتند فرمودند کہ این شخص برپائے ما بود
کمال تام تربیت یافتہ. کسے را با او چہ کار ہست از این قبیل بسے
لطفہا نمودند. اکابرِ قادریہ فرمودند ما را از طفولیت با او نظری بود از خوان
انعامِ ما بہرہ ور ہست. اکنون مرخرقۂ ما پوشیدہ حکم بر ظاہر ہست. الوان
لطف ظاہر ساختند و حجتہائے قوی و برہانِ جلی و دلائلِ دلفریب
باہم دیگر می گفتند. و من متحیرِ معاملۂ خود بودم کہ تا حالِ من چہ شود و بکجا رسند
از اجتماعِ اکابر ترسیدم کہ مبادا از من غبارے نشینند بخواطرِ آنہا
برائے آن ہیبتے چون شمع و چون گل گرفتہ جنگ با پروانہ بلبل
اندرین مباحثہ بودند کہ جماعۂ از مشائخِ کبرویہ و چشتیہ حاضر شدند من بیخود
ساکت بودم. طریقِ صلح پیش گرفتند کہ این عزیز را می باید کہ ہر دو سلسلہ بہرہ
مند باشد و تربیت بیابد و این قرابت نزدِ عقلا کہ طفلے او را
از دو پستان شیر دہند بہتر باشد و زود بزرگ شود درین باب
سعی بسیار نمودند و اکابرِ طرفین راضی ساختند تا مرا از پستانہا خویش
یک یک بہرہ مند گردانیدند. از آن زمان این سلسلۂ علیہ مرکب نسبتین شد تا

عالم باشد. طلاب این دو نسبت عظیم الشان تربیت خواہند یافت و ہمیشہ
لطف الیشان شاملِ احوالِ طلاب خواہد بود. ہر چند در طریق نقشبندیہ پرورش
یابند در ضمنِ آن البتہ نسبت قادریہ ہست چنانچہ جزو در کل و کذا العکس. فصل در
رفعت و بزرگی و بیانِ کنیت و لقب نام آنحضرت. بدانکہ صحیح و معروف
اسمِ مبارک الیشان شیخ عبد القادر و کنیت ابو محمد و لقبِ آن معدنِ علم و ضیا
مظہرِ اتم اسماء اللہ محی الدین. روزے در مجلسِ آن قطب خجستہ خصال
تمام اصحاب حاضر بودند بسبب لقبِ آنحضرت محی الدین کہ چہ بود و از کجا شد
یکے را در خاطر تردد افتاد و از الیشان رسید. الیشان از کمال مہربانی
نامِ آن اصحاب بر زبانِ مبارک راندہ فرمودند کہ بر تو معلوم باد اے فلان
یاد دارم کہ چون از سیاحت برگشتہ متوجہ بغداد شدم و نتیجۂ انفاس
متبرکہ اکابر کہ ملازمت کردہ بودم در خود می یافتم. ناگاہ دیدم شخصے
والہ شیفتہ و بیچارہ و نزار افتادہ ہست و بغایت ضعیف. چون مرا دید
لب کشود و گفت السلام علیک یا عبد القادر گفتم علیک السلام انواعِ
احسان و لطف ظاہر کرد و گفت نزدیک من بیا. رفتم بغایت خراب
ناتوان بود گفت مرا بنشان. در کنارِ خود گرفتم و بنشاندم وجود
او را صحیح و صورت او را تر و تازہ یافتم. پرسیدم کیستی کہ ترا
من نمی شناسم گفت من دینم سخت پژمردہ شدہ بودم قادرِ ذو الجلال
حکیم بکمال مرا بتو زندہ گردانیدہ انت محی الدین یا عبد القادر
من او را ہمانجا گذاشتم و بمسجد جامع در آمدم. خواستم دو رکعت نماز

www.mujaddidiwali.com

وابسته به نیازگزار مردم بسیار بر من هجوم کردند و اکرام می نمودند و مرا
دست و پای بوسیدند و می گفتند یا محی الدین. پیش ازین واقعه خلق
مرا باین لقب نخوانده بودند. مخفی نماند که معامله این اکابر از حد بیش
و کمالات ایشان از بیان بعید است اما لکن عمل موافق سنت و شریعت غرا
لازم دانند و طلاب این طریقه هر یک در ریاضات و مجاهدات ازین عجیبه
اند. و از کمال ریاضت تصرفی در اسماء عظام و در عالم غیب ایشان را واقع
نادر الاحوال پسندیده اقوال اند و راقم قلیل التحمل از مراتب
ایشان نمی تواند شد بجهت آن باندک اکتفا نموده. فصل - بر هوشمند
عاقل پوشیده نماند که شریعت را سه جزو است علم، عمل، اخلاص تا
این سه جزو متحقق نه شود شریعت متحقق نه شود. چون هر سه رسد بحد کمال
رضای حق حاصل خواهد گشت. و نزد اولو الابصار معلوم است که رضای حق
فوق جمیع سعادات است. جمیع کمالات و احوالات بی تبعیت شریعت غرا
خبط و جنون است و مطلبی نماند که بماورای شریعت در آن احتیاج افتد
و طائفهٔ صوفیه که بطریقت و حقیقت ممتاز گشته اند هر دو خادم شریعت اند در
اتمام و تکمیل جزو ثالث که اخلاص است. پس مقصود از تحصیل هر دو آنها
چنانچه معلوم شد که تکمیل شریعت است نه امر دیگر که حصول مطلب
همدران است. احوال و مواجید و معارف و حقائق کمالات و
علوم صوفیه را در اثنای راه دست می دهد نه از مطالب اند و مقصد خاص
بل اوهام و خیالات تربیت بها اطفال الطریقت طالب را باید که از جمیع آنها

دل سرد شده و گذشته بمقام رضا باید رسید که در سلوک مرتبهٔ کمال
این است که نهایت معاملات سلوک و جذبه است بجهت حصول این مطلب شرح
لائق این است که مذکور شد و حفظ مراتب در سلوک سالکان مقام
خاص است جز مقصود از طی منازل طریقت و حقیقت و احوال مرتبه برو
از ورای تحصیل اخلاص چیزی دیگر نیست مستلزم مقام این نسبت پس
لطف حق از تجلیات سه گانه و مشاهدات عارفانه از هزاران یکی
قابل را گذرانیده بدولت اخلاص و مقام رضای رسانده از قیودات و موانع
خلاص می گرداند. بعضی کوته اندیشان احوال و مواجید را از مطالب
و مشاهدات و تجلیات را از مقاصد می شمرند گرفتار وهم و خیال می مانند
از کمالات شریعت محروم می گردند. آری حصول مقام اخلاص و وصول مرتبهٔ رضا
چنانچه مقرر این طائفه است. بعضی مشاهدات و تجلیات و احوال
ها است و مربوط به تحقیق این علوم و معارف. پس اینها سبب حصول
یقین و معدات مطلوب باشند و مقدمات مقصود و حقیقت اینها
نزد ارباب بصیرت این معنی از آفتاب روشن تر است. با وجود این همه
سالکان صراط مستقیم بر آن اند که مدار کار بر قلب است از مجرد اعمال صوری
فائده نیست و از عبادات رسمی کاری نمی کشاید. اگر دل بغیر او گرفتار است اصلاح
از دو خواه خراب و ابتر است و اعمال صالحه که ببدن تعلق دارد و احکام شرعی
باقیات آن امر فرموده. و سلامتی قلب بما سوای او تعالی
و دوام توجه او بدین هر دو کار است و دعوای سلامت قلب و اطمینان نفس

www.mujaddidiway.com

عادت را بے اتیان اعمال صالحہ بدنیہ باطل است این معاملہ و دعوی
لائق از خبیث ہمچنان کہ در آن نشأہ رفیع را بے بدن تصور کردن نمی شود
یقین و احوال قلبی بے اعمال صالحہ بدنی محال است. سلمہ فرزند
این است حال تا احوال و مواجید شود و حالت در کثرت مراہل فسق را
بجز این چہ جواب مسلم باشد. فصل بدانکہ توحیدے کہ این طائفہ علیہ را در اثنائے راہ
و سالکان طریق را دست می دہد دو قسم است شہودی و وجودی و قائلان توحید
از ماسے ہیچ یک دلیل و برہان بیان کردہ اند. اگرچہ ہیچ دو دلیل قیاس
یافت آن مرتبہ ندارد. بدانکہ توحید شہودی یکے دیدن است یعنی مشہود
سالک جز یکے نباشد. و توحید وجودی عبارت از آن است کہ یکے موجود
سبحانہ را موجود دانستن است و غیر او را از وے یقین معدوم
نایاب انگاشتن. پس توحید وجودی از قبیل علم الیقین در اصطلاح
سالکان باشد و توحید شہودی از قسم عین الیقین. و این توحید معلوم
لازم از ضروریات این راہ است. چہ وادی فنا بے این قسم توحید
طے کردنی شود و فنائے اتم متحقق نمی گردد. و حصول عین الیقین مستلزم
آن است بخلاف توحید وجودی کہ نہ چنین است یعنی ضروری و لازم او
نیست چہ علم الیقین بے آن معرفت حاصل است. و تزکیہ و تنویر نفس
بر ہر ترتب چہ علم یقینی مستلزم نفی ماسوائے او نیست غایت ما فی
الباب مستلزم علم ماسوائے او است در وقت ظہور نسبت و اجتماع
یا غلبہ استیلائے علم آن یکے مثلاً شخصے را کہ یقین بوجود آفتاب

نکردہ پیدا گردد استیلائے این یقین مستلزم آن نیست کہ وجود
یقینی آفتاب را مانند ستارہ ہا در آن وقت در آسمان معدوم نہ پیدا
داند. اما وقتے کہ آفتاب را ببیند ستارہ ہا را نخواہد دید و مشغول
او و مشہود او جز آفتاب نخواہد بود. با وجود غلبہ استیلائے این حال
میداند کہ ستارہ ہا معدوم نیستند و میداند کہ در آسمان موجود اند و لیکن مستور اند
از شدت ضیائے آفتاب و شعشعہ او مغلوب اند. و این شخص با وجود
مذکور کہ نفی وجود ستارہ ہا در آن وقت نکند و کمال انکار و در مقام
جنگ است. و می داند کہ آن معرفت غیر واقع است مخالف شرع و احکام
عقل با شرع نیز متفق است بخلاف توحید شہودی کہ از یکے دیدن ہیچ کس
قرار نخوردہ و مخالف نہ دیدہ. مثلاً در وقت طلوع آفتاب کسے
را اعتقاد چنان شد کہ ستارہ ہا معدوم است بلا وقت نہ دانم خلاف واقع
مرتکب است. اما ستارہ ہا را در آن وقت نہ دیدن ہیچ مخالفت نیست بسبب
آفتاب کہ مستور شدہ او بضعف بصر ای نظر مستور است دیدہ نمی شود
و ندیدن او شکے نیست. اگر بصر او نیز بہان آفتاب مکتحل شود دیدن ستارہ
قوت پیدا کند ستارہ ہا را آفتاب جدا جدا این دیدن مقتضی است. پس اقوال
اکابر کہ بظاہر شریعت بعضاً مخالف نماید مثل بایزید بسطامی و مثل قول
منصور سبحانی و انا الحق و امثال اینہا از آن باب و انسب آن است کہ این اقوال
از توحید شہودی فرود باید آمد و در مخالفت ماعدا یا نمی باید ساخت ہر گاہ
ماسوائے حق سبحانہ از نظر سالک مخفی شدہ در غلبہ آن حال این اقوال از ایشان

قرار داده باین الفاظ تکلم فرمودند غیر از یک ذاتِ مقدس
اثبات نه نمودند. پس معنی انا الحق این ہست کہ حق ہست نہ من. چوں
بسبب استیلائے این نسبت خود را نمی بینند اثبات نمی کنند نہ آنکہ خود را مدام
می بینند و آن را حق می گویند و این خود کفر ہست و نزد عقلا از بحث
ساقط. و از مطلب خارج. کسے را بخاطر نرسد و نگوید کہ از اثبات نا کردن
لازم نفی دان بعینہ توحید وجودی است گویم کہ از عدم اثبات نفی
معلوم نمی شود و لازم نمی آید بلکہ دران موطن حیرت ہست احکام تمامہا
از و ساقط شده است و در سبحانی نیز تنزیہ حق ہست بوجہ اکمل و اتم
نہ تنزیہ خود کہ او بتمام از نظرِ او مرتفع شده ہست حکمے باو تعلق نمی کرد و اصلاً
فائده. اے عزیز امثال این سخنان در مقام عین الیقین کہ در سلوک یک مقام
از مقامات ہست بعضے را روی دہد و چون ازین مقام بگذرانند بحبت الفضاح
راه بحق الیقین برسانند از امثال این کلمات مقام حیرت و یاس
سکوت کنند و از حدِ اعتدال تجاوز نہ فرمایند و درین زمان بسیارے از مقلدان
این مشرب توحید وجودی را پیش گرفتہ و کمال را جز آن نمی دانند و مے گویند ما
ہمہ اویم و یک وجود ہست نمی دانند کہ بعلم ازین قانع شده اند و اقوال مشائخ عظام
یاد کرده بمعانی متخیلہ فرود آورده بانار کاسدِ خود در بازار رائج کرده مقتدائے
روزگار خود ساختہ اند. بدان اے عزیز کہ منشاءِ توحید وجودی و ظہور
او بعضے را از کثرت مداومت بر اثبات توحید ہست کہ نفی ما سوا
لازمہ آنہا ہست با تعلق معنی کلمہ طیبہ لا موجود الا اللہ ہست و کثرت تخیل

معانیِ مذکور کہ بواسطہ استیلائے سلطانِ خیال الغش نسبت حاصل این مقام
و این توحید از ارباب این احوال نیست چہ ارباب احوال ارباب قلوب اند و او
مقامِ قلب را مسخر نہ کرده چیزے از قلب ندارد و علمی بیش نیست. لیکن علم
نسبت باین احوال را درجات ہست بعضہا فوق بعض و جمعے دیگر را از ایشان
یقین بتوحید وجودی انجذاب و محبت قلبی ہست کہ در وقت بودن ایشان مبتدی
نقش اذکار و مراقبات کہ خالی از تخیل معنی توحید ہست بمداومت آن
اشتغال نموده اند بجد و جہد یا بمجرد سابقہ عنایت بمقام قلب اطلاع
پیدا کرده جذبے نصیب وقت ایشان گشتہ اگر بر ایشان جمال
وجودے ظاہر شود بسبب را کمال استیلائے محبت محبوب ہست کہ بر قلب وے
پیدا شده ہست خواہد بود کہ ما سوائے محبوب در نظرِ او و قلبِ او
کسی موجود نیست یعنی سوائے محبوب را موجود نمی دانند باید کہ این توحید و حال
را از احوال دانند کہ از غلبۂ خیال و وہم پاک ہست. والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاتمہ

فی نعتِ خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام

خنک کہ از صدق دل بادہ نوش | شد سرِ من خاکِ رہِ مے فروش
از اثرِ صدق بود دائما | آئینۂ دل بہ صفا آشنا
ہر کہ کند صدق بدل جائگاہ | ہست رخش آئینۂ مہر و ماہ

ذکر شکر او شبی صدق کوش — شد غذا از شربت پر زهر نوش

ای شده مستغرق دریای فنا — آمده در بزم ... ملک بقا

دست از کل بوس تبلیغ ولا — پادشاه راستی کامل نگاه

یک بیدار قطب اولیا — از همه صورت بکند آشنا

نقش کی صحبت ار گیرکان — نیک بینی بود نیک جهان

[illegible] — [illegible] فراینده هم

[illegible] — حسن [illegible]

[illegible] تمام — [illegible] تمام

دیده بحقیقی کس [illegible] کند — در دو جهان عشق [illegible]

[illegible] — علم [illegible] جمع

[illegible] — [illegible] شود از خیر و شر

بی شک [illegible] — یا به مقصود شود کامیاب

یک [illegible] پیدا کنی — یاد به بینی و تماشا کنی

[illegible] — سر کشد از دام [illegible] نفس

[illegible] — [illegible]

شاه شاهان محمد عربی است